بحریہ
(MARITIME)
قرآن و سنت کی روشنی میں

ڈاکٹر سیّد محمد انور
رکن اسلامی نظریاتی کونسل
صدر میری ٹائم سٹڈی فورم

بحریہ (Maritime)

قرآن وسنت کی روشنی میں

ڈاکٹر سیّد محمد انور
رکن اسلامی نظریاتی کونسل
صدر میری ٹائم سٹڈی فورم

Baharia (Maritime) Quran-O-Sunnat Ki Roshni Main
Author: Dr. Syed Mohammad Anwer

نامِ کتاب : بحریہ (Maritime) قرآن وسنت کی روشنی میں

مصنف : ڈاکٹر سیّد محمد انور

رکن اسلامی نظریاتی کونسل وصدر میری ٹائم سٹڈی فورم

ایڈیشن : اول،

1رمضان المبارک1440ھ،7 مئی2019

ناشر : میری ٹائم سٹڈی فورم

ISBN 978-969-7933-00-6

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡكَ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں

بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمۡ مِّنۡ اٰيٰتِهٖ

تا کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ

بیشک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور) شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔

(سورہ لقمان: آیت 31)

فہرستِ مضامین

فہارس

ابتدائیہ

پیش لفظ

الحمدُللہ، یہ ربِ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس اہم موضوع پر کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قرآن وسنت سے تعلق کی بنا پر تو یہ کتاب ہر شخص کے لئے ہے لیکن بحریہ (Maritime) کے مضمون کے اختصاص کے سبب یہ کتاب بالخصوص نیوی کے ان نوجوان افسران اور جوانوں کے لئے ہے، جنہوں نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا سفر شروع کیا ہے اور عملی زندگی کی آئندہ کئی دہائیوں میں، سمندر اُن کی زندگیوں کا لازم وملزوم جزرہے گا۔امید ہے کہ وہ اس عرصہ میں قرآن حکیم میں سمندر اور سمندری ماحول سے متعلق اللہ رب العزت کی نشانیوں کا براہِ راست مشاہدہ بھی کریں گے، جو نہ صرف ان کے لئے ایمانی تقویت کا سبب بنے گا بلکہ ان سے متعلق علوم کو مزید دل جمعی سے حاصل کرنے کا شوق بھی بڑھائے گا۔

ان کے ساتھ ساتھ وہ نوجوان طلبہ وطالبات جو مختلف جامعات میں بحری علوم (Maritime)اور(Marine Ecology) کے مختلف مضامین کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا تخصص کر رہے ہیں،ان کی بھی اپنے اپنے مضامین میں مزید دلچسپی بڑھے گی۔وہ عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد علمی اور سائنسی خدمات سرانجام دیں گے۔

اس کتاب کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ متعلقہ قارئین کے دل ودماغ میں یہ بات ڈالی جاسکے کہ اس مضمون یعنی بحریہ (Maritime) جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنی اہمیت دی ہے، اور کئی پہلوؤں سے اسے قرآنِ حکیم میں بیان کیا ہے، اس میں ہم من حیث القوم اتنے پیچھے کیوں ہیں؟ ہم نے اُس ربِ کریم کی دی ہوئی نعمتوں سے اس قدر صرفِ نظر کیوں کیا ہوا

ہے کہ ہم سمندری نابیناپن(Sea Blindness)کا شکار ہوگئے ہیں، جسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

یاد دہانی کے طور پر قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو پڑھتے وقت وہ ایک بات کو مدِّ نظر رکھیں۔ وہ یہ کہ نہ تو قرآنِ حکیم سائنس کی کتاب ہے نہ ہی سائنس اس کا موضوع ہے۔ قرآنِ حکیم کا موضوع انسان ہے، اگر آج سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے سبب قرآن میں بیان کردہ کوئی امر ہماری سمجھ میں زیادہ واضح طور پر آجاتا ہے تو یہ انسان کی اجتماعی کاوش و کوشش کا نتیجہ ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ایسے سب میدانوں میں اپنی علمی استعداد بڑھائیں اور آیات اللہ یعنی اللہ کی بیان کردہ نشانیوں میں زیادہ سے زیادہ غور کریں۔ بطور مسلمان نہ صرف یہ ہم پر واجب ہے بلکہ کارِ ثواب بھی ہے۔

تبصرہ

پانی کے بغیر انسانی زندگی کا تصوّر ممکن نہیں ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کے ادراک کے لیے کسی غیر معمولی علم اور مہارت کی ضرورت نہیں بلکہ یہ وہ مشاہدہ اور تجربہ ہے جو ہر انسان کو ذاتی طور پر بھی حاصل ہوتا ہے۔ اسی تناظر میں رب العٰلمین نے انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی ضروریات کے لیے سمندروں اور دریاؤں اور ان ہی سے پھوٹتے ندی نالوں کی صورت میں آبی وسائل بھی بڑی مقدار میں دستیاب کر دیے ہیں۔

انسانوں کو دی جانے والی اس نعمت کے ماخذ یعنی سمندروں اور دریاؤں کے حوالہ سے قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر راہنمائی دی گئی ہے۔ جناب محمد انور نے عصر حاضر کے تناظر میں زیرِ بحث عنوانات کو سامنے رکھ کر اس راہنمائی کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کام اس اعتبار سے نیا نہیں کہ قرآن مجید کی ہر ہر آیت کے مفہوم کو سمجھنے کی کوششیں اس کے نزول کے وقت سے ہی جاری ہیں لیکن زیرِ نظر کوشش اس اعتبار سے ایک بڑا کنٹری بیوشن ہے کہ یہ تحریر بحری علوم میں ہونے والی اب تک پیش رفت کی روشنی میں تیار کی گئی ہے۔ مختصر ہونے کے باوجود یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو اس موضوع سے متعلق ماہرین کے لیے خواہ وہ عملی میدان میں ہوں یا علمی دائرہ میں سر گرم ہوں، ابتدائی حوالہ کے طور پر ایک بنیاد فراہم کر دیتی ہے۔

سیّد محمد انور صاحب علمی و تحقیقی میدان میں نئے نہیں ہیں، تاہم بحریات سے ان کا تعارف چند ماہ قبل ہی ہوا ہے۔ انہیں مبارک باد دینی چاہیے کہ انہوں نے اس موضوع کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر مختصر وقت میں اس پر گہری بصیرت حاصل کر لی ہے۔ پاکستان میں وسیع اور متنوع آبی ذخائر کی موجودگی کے باوجود پالیسی اور قانون سازی سے لے کر علمی و معلوماتی

دائروں میں وسیع خلا موجود ہے۔ آبی ذخائر سے کما حقہٗ استفادے کے لیے اس خلا کو ہر ہر طرح پر کم بلکہ در حقیقت ختم کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ توقع کی جانی چاہئے کہ یہ دستاویز اس عمل کو آگے بڑھانے کے لیے ایک تحریک کا کام دے گی۔

27 مارچ، 2019 خالد رحمٰن

اسلام آباد ڈائریکٹر جنرل

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اسلام آباد

مقدمہ

بحریہ (Maritime) کے وسیع موضوع کو قرآن نے جس طریقہ سے بیان فرمایا ہے، عموماً اس پر ایک جگہ لکھا ہوا مواد کم ہی میسر آتا ہے، گو کہ کچھ کتب اور تفاسیر میں متعلقہ آیات کی تفسیر و تشریح میں بحثیں موجود ہیں لیکن اس اہم مضمون کو ایک کتاب کی شکل میں کم ہی پیش کیا گیا ہے۔ کوئی تصنیف میسر ہے بھی تو اس میں "بحریہ" کا حربی پہلو زیادہ اجاگر کیا گیا ہے، جو کہ بحریہ کا یقیناً ایک اہم پہلو ہے۔ لیکن بحریہ (Maritime) دراصل فی نفسہ اس سے کہیں اہم اور وسیع مضمون ہے۔ لہٰذا اس کتاب کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بحریہ (Maritime) کے مضمون کے مختلف پہلوؤں بشمول حربی پہلو کو لوگوں کے لئے قرآن کریم و سنتِ مطہرہ کی تعلیمات کی نظر سے اجاگر کیا جائے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ متعدد وجوہ کی بنا پر ہوا کچھ یوں ہے کہ "بحریہ" کی اصطلاح ہمارے معاشرہ میں صرف اور صرف نیوی (Navy) تک محدود ہو کر رہ گئی جس کی وجہ سے بحریہ کے میدان میں نیوی کے علاوہ اس محاذ پر خاطر خواہ ترقی نہ کی جاسکی اور بحریہ (Maritime) کی اصطلاح کے معنی نہ صرف عامۃ الناس کی نظر میں بلکہ پالیسی ساز اداروں کی نظر میں بھی محدود سے محدود تر ہوتے چلے گئے۔

اس کتاب میں بحریہ (Maritime) کے مضمون کا قرآن اور حدیث کی نظر سے ایک مفصل جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ اس امر کا ادراک کیا جاسکے کہ ہمارے آفاقی مذہب نے اس اہم موضوع کو ہمارے لئے کیسے پیش کیا ہے اور ہمیں اس مضمون کی طرف کیسے اور کیوں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم نے بحریہ (Maritime) کے موضوع کو اپنی متعدد آیات میں بہت صراحت کے ساتھ بیان فرمایاہے۔ مجموعی طور پر اگر ان آیاتِ قرآنی کا مطالعہ کیا جائے تو اجمالاً یہ کہا جاسکتاہے کہ اس وسیع موضوع کو قرآن کریم نے بہت خوبصورتی سے مندرجہ ذیل تین عنوانات میں تقسیم کیاہے:

- ملّاح(Sailor)
- کشتی(Ship)اور
- سمندر(Ocean)

یوں بحریہ سے متعلق جو بھی ذیلی موضوع قرآنِ کریم میں زیرِ بحث آیاہے، وہ متذکرہ بالا تین عنوانات میں سے کسی ایک کا حصہ قرار دیا جاسکتاہے۔ لہٰذا زیر نظر کتاب کو بھی ان ہی تین حصوں میں تقسیم کیا گیاہے۔ مثلاً سمندری سفر کرنے والے لوگوں یا ملّاحوں کا ذکر ہے تو مختلف صورت حال میں ان کی ذہنی، نفسیاتی اور ایمانی کیفیات کیا ہوتی ہیں؟ ایک صاحبِ ایمان ملاّح نسبتاً زیادہ بردبار، دلیر اور قابلِ اعتماد شخص کیوں ہوتا ہے؟ سمندری جہاد کے فضائل اور سمندری سرحدوں پر جہاد کرنے والے ملاحوں اور مجاہدین کے درجات خشکی پر جہاد کرنے والے مجاہدین سے کس قدر زیادہ ہیں اور درجات کی بلندی کی وجہ کیا ہے؟ اور جب قرآن کشتی کا ذکر کرتا ہے تو انسان کی اس بنائی ہوئی چیز کو وہ آیات اللہ (اللہ کی نشانیوں) میں کیوں شامل کرتا ہے؟ قرآن کشتی کے سمندر پر تیرنے کے عمل پر غور و فکر کی دعوت کیوں دیتا ہے؟ کشتی یا جہاز رانی کے مختلف پہلوؤں، مثلاً: جہاز سازی(Ship Building) کی اہمیت اور جہاز رانی (Navigation) کی اہمیت۔ اسی تناظر میں کتاب کے دوسرے حصّہ میں چھے (6) عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔

1۔ جہاز رانی بطور ذریعہ آمدورفت(Travelling)

2۔ جہاز رانی بطور ذریعہ نقل و حمل(Transportation)

3۔ جہازرانی برائے تلاشِ وسائل(Exploration)

4۔ جہازرانی برائے ماہی گیری(Fishing)

5۔ جہازرانی برائے آفات سے بچاؤ(Rescue)

6۔ جہازرانی برائے حربی مقاصد(Warfare & Defence)

اس طرح جب قرآن مجید سمندروں کی بات کرتا ہے تو اس کے ایسے ایسے پہلوؤں کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ سمندری حیات(Marine Biology)، سمندری موسمیات اور سمندری ہوائیں (Marine Meteorology, Climatology، سمندری جغرافیہ اور اس کا محلِ وقوع (Bathymetry یا Ocean Topography) کی اہمیت، ماہی گیری (Fisheries)، خوری گرداب(Estuarian Circulation)، سمندری گرداب کا محاذ(Ocean current fronts)، زیر آب وسائل کی تلاش (Underwater Exploration)اور سمندری ماحول کی آلودگی(Marine Pollution)اور (Coastal Erosion)وغیرہ جیسے متعدد موضوعات ہیں جو قرآن مجید میں زیرِ بحث آئے ہیں، بحریہ (Maritime) سے متعلق ان تمام موضوعات کا جائزہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ المختصر یہ کہ قرآنِ کریم نے بحریہ کو ایک وسیع معانی میں استعمال کیا ہے جبکہ احادیث میں بالعموم اس موضوع کی حربی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

خاکسار

سید محمد انور
رکن اسلامی نظریاتی کونسل
وصدر میری ٹائم سٹڈی فورم

1رمضان المبارک1440ھ، 7مئی2019
اسلام آباد

پہلا حصہ
انسان اور سمندر کا تعلق

انسان اور سمندر کا تعلق

انسان کا اصل اور فطری مسکن خشکی یا زمین ہے۔ بحری سفر اس کے لئے ایک غیر معمولی تجربہ ہوتا ہے۔ اس بات کو زیادہ بہتر انداز میں وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے کبھی نہ کبھی سمندری سفر کیا ہو یا وہ لوگ جو پیشہ ورانہ طور پر سمندر سے جڑے ہوں جیسے ماہی گیر، جہاز ران، یا نیوی کے سپاہی اور افسران وغیرہ۔ عرف عام میں ایسے لوگوں کو ملّاح (Sailor) کہا جا سکتا ہے۔ ایسے لوگ جن کی زندگیاں کسی نہ کسی سبب سمندر سے وابستہ ہوتی ہیں وہ اس غیر معمولی ماحول میں کام کرنے کی وجہ سے کچھ غیر معمولی صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم اور حدیث نبوی میں ایسے افراد کی ان غیر معمولی خصوصیات کا تذکرہ خصوصاً وارد ہوا ہے۔ قرآنِ حکیم نے نہ صرف ملّاحوں (Sailors) کے خصوصی شخصی اوصاف بیان فرمائے ہیں بلکہ اس کی وجہ بھی بہت منطقی انداز میں بیان کی ہے۔

متعدد احادیثِ نبوی میں سمندر میں جہاد کرنے والوں کی خشکی پر جہاد کرنے والوں کی نسبت افضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کی وجہ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے بہت خوب انداز میں یوں بیان فرمائی ہے :

"سمندر میں جہاد کی افضیلت کی وجہ یہ ہے کہ سمندری سفر خطرات اور مشقتوں سے بھرا ہوتا ہے اور اس میں جہاد کرنے والے کو دشمن کے ساتھ ساتھ سمندر میں ڈوبنے کا بھی خطرہ رہتا ہے جبکہ وہ اکیلا جنگ سے بھاگ بھی نہیں سکتا۔" (المغنی لابن قدامہ، ج9، ص200)

یعنی اگر جنگ اور طوفان کی کیفیات نہ بھی ہوں تو بھی سمندری سفر از خود ایک مہم جوئی کا نام ہے لٰہذا ہر ملاّح یا (Sailor) چاہے وہ حربی غرض سے سمندری سفر کر رہا ہو یا غیر حربی

غرض سے سمندری سفر کرے، اپنے مزاج میں مہم جو(Adventurer) تو ہوتا ہی ہے۔ سمندری سفر خشکی پر رہنے والے انسان کے لئے ایک غیر معمولی تجربہ ہوتا ہے۔ سمندری جہاز کے ملّاح کو ہر لمحہ چاق وچوبند رہنا اور اپنے ارد گرد کے ماحول پر مستقلاً نظر رکھنی پڑتی ہے۔ نتیجتاً عام زندگی میں بھی ایک ملّاح(Sailor) کی یہ عادت ثانیہ بن جاتی ہے کہ وہ ہر لمحہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے باخبر اور مستعد رہتا ہے۔ مستعدی (Alertness) اور احتیاط (Carefulness) ملاحوں کی عاداتِ ثانیہ بن جاتی ہیں۔

یہ تو وہ خواص ہیں جو ملّاحوں میں عمومی حالات میں سمندری سفر کرنے کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن جب سمندر کا ماحول طوفان کی وجہ سے غیر معمولی ہو جاتا ہے تو اس آزمائش میں سمندری مسافر اور ملّاح ایک مخصوص ذہنی کیفیت اور کڑے شخصی امتحان سے گزرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی نفسیات اور شخصیت پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور اکثر لوگوں پر اس آزمائش سے گزرنے کے بعد کچھ مثبت شخصی تبدیلیاں آتی ہیں۔ قرآن نے اس سارے معاملہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سمندری سفر کے دوران کشتی کا پانی پر امن وسکون سے چلنا، پھر اس کا ناگہانی طوفان میں گھر جانا، قرآنِ کریم نے مندرجہ ذیل آیات میں پُر اثر انداز میں بیان کیا ہے کہ جو شخص بھی ان تجربات سے زندگی میں کبھی دوچار ہوا ہو، یقینی طور پر ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور اسے یوں معلوم ہوتا ہے گویا یہ آیت اس کے ذاتی تجربے کو بیان کر رہی ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَھُمُ الْمَوْجُ

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور سمندر میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں (سوار) ہوتے ہو اور کشتیاں پاکیزہ ہوا (کے نرم نرم جھونکوں سے) سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زنّاٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے ان پر (جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب تو) لہروں میں گھر گئے تو اس وقت خالص اللہ ہی کی عبادت کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو اس سے نجات بخشے تو ہم (تیرے) بہت ہی شکر گزار ہوں۔(یونس:22)

سورہ یونس کی اس آیت میں عمومی انسانی نفسیاتی رویّہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے حالات میں جب کوئی انسان، چاہے وہ کسی بھی مذہب وعقیدہ سے تعلق رکھتا ہو، دوچار ہوتا ہے تو لا محالہ اس کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ لیکن اس طرح کی آیات میں جو اصل بات قرآن ہمیں سمجھانا چاہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے گمبھیر حالات سے نکل جانے کے بعد انسان کیا کرتا ہے؟ اس کا ردعمل کیا ہونا چاہئے؟ کیا وہ سب کچھ بھول جائے اور ناشکرا بن جائے یا پھر اس کی زندگی میں تبدیلی آئے جیسا کہ اس نے مصیبت میں اپنے رب اور اپنی ذات سے وعدہ کیا ہوتا ہے اور وہ ایک صابر وشاکر انسان بن جائے۔ قرآنِ حکیم فرماتا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: کیاتم نے نہیں دیکھاکہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور)شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔(لقمان: 31)

اولاً یہ کہ پانی کا جہاز اور اس کا پانی پر چلنا رب تعالیٰ کی خصوصی نعمتوں میں سے ہے اور اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ اپنی نشانیاں اپنے بندوں کو دکھائے نیز اللہ فرماتا ہے کہ اس سارے عمل میں صابر اور شاکر بندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں صابر اور شاکر کے الفاظ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ یہاں رب تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کسی اور صفات سے بھی موسوم کرکے ذکر فرما سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس موقع پر اپنے بندوں کو ان دو صفات سے کیوں موسوم کیا؟ اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ صابر وہ شخص ہوتا ہے جو صبر کرنے والا ہو، اور صبر کے معنی ہیں کسی تنگی کی حالت میں اپنے آپ کو روک رکھنا۔ یوں صبر کے معنیٰ ہوئے عقل و شریعت دونوں یا ان میں سے کسی ایک کے تقاضے کے مطابق اپنے آپ کو روک رکھنا۔ پس صبر ایک عام لفظ ہے جو مختلف مواقع پر استعمال کے اعتبار سے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ کسی مصیبت یا آزمائش میں اپنے نفس کے روکے رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے۔ مثلاً جنگ میں اپنے نفس کو روکے رکھنا اور ثابت قدم رہنا شجاعت کہلاتا ہے جس کی ضد بزدلی ہے۔ کسی پریشان کن حادثہ کو برداشت کرنے کی صورت میں صبر کو پختہ دلی کہا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ قرآن نے ان تمام

خواص کو صبر سے تعبیر کیا ہے جسے ﴿وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ﴾ (البقرہ:177)
ترجمہ: "جنگ (مصیبت) اور تکلیف کے وقت ثابت قدم رہنے والے۔" اور چونکہ انتظار میں صبر لازم ہے بلکہ یہ صبر کی ہی ایک قسم ہے لہٰذا اکثر "صبر" کا لفظ بول کر انتظار کے معنی مراد لئے جاتے ہیں۔

دوسرا وصف جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے بندوں کے لئے استعمال کیا وہ شکور ہے جس کے معنی ہیں شُکر کرنے والے۔ اور شُکر کے معنی کسی نعمت کا تصور، اس کے اظہار کے ہیں۔ کسی نعمت کی قدر کرنا بھی شکر کہلاتا ہے۔ یوں مشکور وہ شخص ہوا جو اللہ تعالی کی نعمتوں کی قدر شناسی کرے اور اس کا اظہار بھی کرے۔

اب ہم سورہ لقمان کی ہی مذکورہ آیت سے اگلی آیت کو پڑھتے ہیں:

﴿وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ۝٣٢﴾

ترجمہ: اور جب ان پر (سمندر کی) لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارنے (اور) خالص اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔
(لقمان:32)

آیت مذکورہ میں سمندری سفر کی ایک مخصوص اور غیر معمولی کیفیت کا ذکر ہے جو کہ

ہر ملاح یا سمندری سفر کرنے والے کی زندگی میں عموماً کبھی نہ کبھی آتا ہے۔ جب سمندر کی طوفانی موجیں سمندری جہاز یا کشتی کو گھیر لیتی ہیں اور کشتی بری طرح ڈولنے لگتی ہے اور کشتی کے سواروں کو بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہوتی، موت آنکھوں کے سامنے منڈلا رہی ہوتی ہے، ایسی صورت حال میں ہر شخص اپنے رب سے انتہائی خلوص کے ساتھ گڑ گڑا، گڑ گڑا کر دعائیں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اس آفت و مصیبت سے نجات دلا دے۔ وہ اپنے ہر سابقہ گناہ سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ زندگی گناہوں سے پاک گزارنے کا اپنے تئیں پکا وعدہ بھی کرتا ہے لیکن جب اس گھمبیر صورت حال سے اللہ اس کو نجات دے دیتا ہے تو ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو جانتے بوجھتے مصیبت کے وقت اپنے رب اور اپنی ذات سے کئے گئے وعدوں سے پھر جاتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ نے اس آیت میں ختّار اور کفور کہا ہے۔ ختار کے معنی ہیں حد سے زیادہ وعدہ خلاف اور کفور کے معنی نعمت بھلا دینے اور اسے چھپا کر رکھنے والے کے ہیں۔

یوں اگر ہم سورۃ لقمان کی ان دونوں آیات کو ملا کر پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ :

ایسے ملّاح یا ایسے سمندری مسافر جن کو سمندر، کشتی اور سمندری سفر میں اللہ کی نعمتیں دکھائی دیتی ہیں، پھر وہ مختلف سمندری مہمات سے کبھی نہ کبھی دوچار ہوئے ہوتے ہیں وہ بیان کردہ غیر معمولی حالات میں لازماً اپنی ذات اور اپنے معبود سے کچھ عہد وپیماں کرتے ہیں اور پھر امن وسکون حاصل ہونے پر ان وعدوں پر قائم بھی رہتے ہیں یہی لوگ صابر اور شاکر ہوتے ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ بحری افواج یا نیوی میں ہمیں اکثر ان صفات کے حامل لوگ ملتے ہیں جن کی طبیعت میں ٹھہراؤ، بردباری، بہادری اور وفاداری نمایاں نظر آتی ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ان ہی کیفیّات سے گزرتے ہیں لیکن ان کی زندگیوں پر کوئی فرق نظر نہیں آتا، توان کے لئے سورہ لقمان کی آیت 32 میں استعمال ہوا ایک لفظ "یجحد" نہایت اہم اور غور طلب ہے، جس کا مادہ ہے (ج ح د) اور جس کے معنی ہیں جان بوجھ کر انکار کر دینا۔ دل میں جس چیز کا اقرار ہو اس کا انکار اور جس کا انکار ہو اس کا اقرار کرنے کے ہیں، ایسے ہی لوگوں کو ختّار اور کفور کے ناپسندیدہ اوصاف سے موسوم کیا گیا ہے۔

اس ہی مضمون سے منسلک ایک اور آیت میں قرآن ان لوگوں کا ذکر بھی کرتا ہے جو عقیدہ توحید پر یقین نہیں رکھتے اور ذاتِ باری تعالیٰ میں معاذ اللہ شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو جب ایسے لوگ مصیبت، تکلیف اور پریشانی میں ہوتے ہیں اور سامنے موت نظر آرہی ہوتی ہے تو خلوصِ دل سے ایک اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی خشکی پر پہنچتے ہیں تو ویسے کے ویسے ہی ہو جاتے ہیں، ناشکرے کے ناشکرے، قرآن ان کو یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ ﴾

ترجمہ: اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔ (الاسراء: 67)

ایسی صورت حال میں مشرکین اور ناشکروں کی دلی اور جذباتی صورت حال کچھ یوں بیان

کی گئی ہے کہ جب یہ لوگ مصیبت میں گھر جاتے ہیں تو خالصتاً اللہ کو یاد کرتے ہیں، لیکن جب مصیبت ٹَل جاتی ہے اور امن وسکون ہو جاتا ہے تو پھر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت سورہ العنکبوت کی آیت 65 میں بھی بیان ہوئی ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾﴾

ترجمہ: پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ (العنکبوت: 65)

سورہ العنکبوت کی مندرجہ بالا آیت 65 اور سورہ الاسراء کی آیت 67 میں بظاہر ایک ہی موضوع بیان ہو رہا ہے لیکن ان دونوں آیات میں فرق ہے، سورہ الاسراء کی آیت 27 میں قرآن مجید ایسے لوگوں کو خود احتسابی کی ایک پُر اثر انداز میں دعوت دے رہا ہے کہ جب تم اس کیفیت میں مبتلا تھے تو وہ سب جن کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو، غائب ہو گئے تھے۔ کوئی پیر فقیر، لات ومنات تمہیں یاد نہیں آیا تھا، تم خالص ہو کر صرف اور صرف اللہ ہی کو پکار رہے تھے۔

یہ دونوں آیات ملا کر پڑھی جائیں تو ہم پر قرآن مجید کا دعوت دینے کا دل پذیر اسلوب بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ انسان کو اس کی اپنی سوچ اور جذبات کو گواہ کر کے، اسے توحید کی اور خلوصِ ایمان کی دعوت دیتا ہے۔

اولاً یہ کہ مصیبت میں تمہارا صرف اور صرف خدائے وحدہ لاشریک کو پکارنا اور شرک

کے مرض میں مبتلا ہوتے ہوئے بھی کسی کو نہ پکارنا انسان کا بلا قصد ایک فطری عمل ہے، پھر اس کو بھول جانا ناشکری اور کفر کے سوا کچھ نہیں، لہٰذا ایسا شخص اگر بعد میں بھی ایک لمحہ کے لئے اپنی دلی کیفیات کو یاد کرے تو اس پر حقیقت آشکار ہو جائے گی۔ یقیناً ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی کو بھی کسی وقت ہدایت دے سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ ایسی آزمائش سے جو صابر و شاکر بن کر نکلتے ہیں وہ ہی کامیاب ہیں اور انہی کو امتحان کی اس چھلنی سے گزرنے کے بعد، بردباری، ثابت قدمی، دلیری، اور ایفائے عہد جیسے اعلیٰ اوصاف ملتے ہیں جنہیں قرآن کریم نے صابر اور شاکر افراد کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ وہ خواص ہیں جو باایمان کی صفت کے حامل ملّاحوں (Sailors) میں پائے جاتے ہیں۔

المختصر ملاحوں (Sailor) کی مجموعی زندگی کا انسانی نفسیات کے حوالے سے جائزہ یعنی (Psycho analysis) کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ:

1۔ مہم جوئی (Adventurism) 2۔ مستعدی (Alertness)

3۔ احتیاط پسندی (Carefulness Nature)

یہ چند ایسے خواص ہیں جو ایک ملّاح یا (Sailor) میں ایک عام آدمی کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ملّاح، صاحبِ ایمان ہو اور وہ کبھی سمندری طوفان یا آفت سے دوچار ہوا ہو تو اس میں ایک صابر اور شاکر شخص کے خواص نمایاں نظر آتے ہیں، جس کا لامحالہ مطلب یہ ہوا کہ وہ:

1۔ بردبار 2۔ ثابت قدم

3۔ دلیر اور 4۔ وعدہ وفا کرنے والا شخص ہو گا

اس کے برعکس اگر کوئی ملاّح (Sailor) جس نے سمندری طوفان اور آفات بھی دیکھی ہوں اور ان آزمائشوں سے بھی گزرا بھی ہو۔ اور پھر بھی اس میں صبر وشکرِ الٰہی کے جذبات نظر نہ آئیں تو سمجھ لیں کہ قرآن کی اصطلاح میں وہ ختّار اور کفور کے زمرہ میں آتا ہے اور نا قابلِ اعتبار شخص ہے کیونکہ اس نے کبھی نہ کبھی سمندری طوفان میں گھر جانے کی صورت میں اخلاصِ نیت سے اپنی ذات اور اپنے ربّ سے اصلاح احوال کے وعدے کئے ہوں گے جن پر بعدازاں وہ قائم نہیں رہا ایسے شخص پر کیسے اعتماد واعتبار کیا جاسکتا ہے؟

دوسرا حصہ

سمندری دنیا میں
کشتی کی مرکزیت

سمندری دنیا میں کشتی کی مرکزیت

یہ اسلوبِ قرآنی کا اعجاز ہے کہ اگر سمندر اور سمندری دنیا یا بحریہ سے متعلق قرآنی آیات کا مطالعہ کیا جائے تو سمندری جہاز (Ship) یا کشتی کی مرکزیت واضح نظر آتی ہے۔ یوں اگر اس تمام موضوع کا انسانی حوالہ سے جائزہ لیا جائے تو معلوم یہ ہی ہوگا کہ بحری دنیا کے کلی منظر میں کشتی چاہے وہ کسی شکل اور حجم یا نوعیت کی ہو، مرکزی اہمیت رکھتی ہے۔ انسان اور سمندر کا رشتہ جوڑنے والی چیز کشتی ہی تو ہے جو انسان کو تلاطم خیز گہرے سمندروں میں سفر کرنے کے قابل بناتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سمندری جہاز کو اپنی نشانی بیان فرمایا ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝۳۲﴾

اور اسی کی نشانیوں میں سے سمندر کے جہاز ہیں (جو) گویا پہاڑ (ہیں)۔

(الشوریٰ:32)

اس ضمن میں ایک اور مشہور آیت سورہ رحمٰن کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے سمندری جہاز کو اپنی نشانی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی بڑی نعمتوں میں شمار کیا ہے:

﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝۲۴ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۵﴾

ترجمہ: اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے

کھڑے ہوتے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟
(الرحمٰن: 24-25)

یوں سمندری جہاز کا شمار گو کہ ان چیزوں میں ہوتا ہے جو کہ انسان کی بنائی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود اس کو اپنے عمومی معنی میں اللہ کی نشانی اور آلاء اللہ (یعنی اللہ کی نعمتوں) میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ شمار اس کی اہمیت اور امتیازی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔ کرۂ ارض پر جو کہ ایک تہائی خشکی اور دو تہائی پانی پر مشتمل ہے پوری انسانیت کا رابطہ قائم رکھنے، انسانی استعمال اور خورد ونوش کی اشیاء، سامانِ تجارت کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقلی کا کلیدی دارومدار بہت بڑی حد تک اللہ کی اس نعمت خاص پر ہی منحصر ہے۔

قرآنِ کریم نے نہ صرف کشتی بلکہ اس کے سمندری پانیوں پر چلنے کے عمل (Navigation) کو اپنی نشانیوں میں شمار کیا ہے۔

قرآنی اسلوبِ بیان میں عموماً اللہ کی نشانیوں یا آیات اللہ کی اصطلاح صرف ان چیزوں یا اجسام کے لئے استعمال ہوتی ہے جو فطری طور پر تخلیق شدہ اور کائنات میں موجود ہیں؛ جیسے زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، اور درخت وغیرہ یا وہ عوامل جو نظام کائنات کا حصہ ہیں؛ جیسے دن رات کا ہونا، ہواؤں کا چلنا وغیرہ۔ ان تخلیقات کے ساتھ کشتی یا سمندری جہاز کو شمار کرنے سے اس کی اہمیت اور انسان کے اجتماعی نظامِ حیات میں اس کی مرکزیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قرآنِ حکیم کشتی یا بحری جہاز کا ذکر کچھ یوں کرتا ہے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ

الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَبَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہونے کے بعد سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ (البقرہ:164)

ایک اور مقام پر اسی موضوع کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡکَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمۡ مِّنۡ اٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۳۱﴾﴾

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر صبر کرنے والے

(اور)شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔(لقمان:31)

ان آیاتِ قرآنی سے نہ صرف کشتی کے وجود کی اہمیت بلکہ جہاز رانی یعنی سمندروں پر اس کے چلنے کے اصول اور طریقۂ کار (Navigation) کی اہمیت کی طرف قرآنِ حکیم نے بہت واضح الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔

ان کے علاوہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں طوفان اور ان کا اللہ کے حکم سے ایک نہایت بڑی کشتی یا سمندری جہاز بنانا بھی ہمیں کشتی (Ship)اور کشتی سازی (Ship Building)کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿١٣﴾﴾

ترجمہ:اور ہم نے نوح کو ایک کشتی پر جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی سوار کر لیا۔(القمر:13)

آج جہاز سازی(Ship building)سے لے کر جہاز رانی(Shipping & Navigation)نہ صرف مستقل سائنسی علوم ہیں بلکہ خصوصی پیشہ ورانہ شعبوں کا درجہ رکھتے ہیں۔قرآنِ کریم کا ان امور کی طرف توجہ دلانے کا وسیع تر مطلب واضح ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ جس دور میں بھی جس قوم نے ان شعبوں پر توجہ دی اس نے نہ صرف تجارتی فائدہ حاصل کیا بلکہ دنیا پر حکمرانی بھی کی۔

قرآنی اصول آفاقی ہیں،اللہ تعالیٰ نے جس چیز یا فطری عمل کی طرف توجہ دینے کا مطالبہ کیا ہے اس کو اپنی قدرت کی نشانیوں میں شامل کیا ہے۔یقیناًان نشانیوں میں غور وفکر سے نہ صرف قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے بلکہ انسان کے لئے اس میں اللہ کے فضل سے اَن گنت فائدے

بھی پنہاں ہوتے ہیں۔

کشتی کی اہمیت قرآن مجید کی نظر میں کیا ہے؟اس کی وضاحت تو مذکورہ بالا آیات سے ہو جاتی ہے ،اب قرآن کریم کشتی کی اس غیر معمولی اہمیت کا سبب بھی بیان فرماتا ہے، وہ یہ ہے کہ انسان ان کشتیوں کے ذریعے اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سمندری سفر اختیار کرے۔ ان پر سوار ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے۔ تجارت کرے،ان ہی پر سوار ہو کر اس قابل بنے کہ سمندر کی تہہ میں سے موتی جواہرات اور معدنیات وغیرہ نکالے۔ قران کریم نے مندرجہ ذیل آیت میں اس عنوان کو اجاگر کیا ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۴۶﴾

ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری دیتی ہیں تاکہ تم کو اپنی رحمت کے مزے چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل سے (روزی) طلب کرو اور عجب نہیں تم شکر کرو۔(روم:46)

جہاز رانی کے مصارف قرآن کی نظر میں

اس موضوع کا ایک نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ جہاز رانی(Shipping) کے مصارف قرآن کریم اور سنتِ نبوی نے کیا بیان کئے ہیں؟ ہماری اجتماعی زندگی میں سمندری جہاز کی کیا اہمیت ہے؟ اس کی اہمیت کا مفصل ذکر تو ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔ اب دیکھنے کی ضروری بات یہ ہے کہ قرآن حکیم انسانوں کے لئے جہاز رانی کا مقصد آخر کیا بیان کرتا ہے؟ اس ضمن میں مختلف آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل موضوعات کو جہاز رانی کے مقاصد کے طور پر بیان فرمایا ہے۔

1۔ جہاز رانی بطور ذرائع آمد و رفت(Travelling)

2۔ جہاز رانی بطور نقل و حملِ سامانِ تجارت(Transportation)

3۔ جہاز رانی برائے تلاشِ وسائل(Exploration)

4۔ جہاز رانی برائے ماہی گیری(Fishing)

5۔ جہاز رانی آفات سے بچاؤ کے لئے(Rescue)

6۔ حربی مقاصد(Warfare & Defence)

یہ بات مقدمے میں بھی بیان کی جاچکی ہے کہ گو عموماً دنیا کی نظر میں بحریہ کو صرف نیوی کے ہم معنی سمجھا جاتا ہے لیکن جب ہم متعلقہ قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید بحریہ کا حَربی اور جنگی پہلو زیر بحث نہیں لایا بلکہ بحریہ کے وسیع موضوع کے وہ پہلو جن کا تعلق مجموعی طور پر انسانی معاش اور فلاح وفضل سے ہے انہیں اپنا موضوع بنایا ہے۔ تاہم اس کے حربی پہلوؤں کا ذکر ہمیں سنتِ نبوی اور احادیثِ مبارکہ میں ملتا ہے۔

1۔ جہازرانی
بطور ذریعہ آمدورفت(Travelling)

جہازرانی(Shipping)کا اولین مقصد انسان کو سمندر میں ذرائع آمدورفت مہیا کرنا ہے۔ جہازرانی کے اس پہلو کی طرف قرآن ان الفاظ سے ہماری توجہ دلاتا ہے:

﴿وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ﴿۲۲﴾﴾

ترجمہ: اوران پراور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔(المؤمنون:22)

﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾﴾

ترجمہ: اور تمہارے لئے ان میں (اور بھی) فائدے ہیں اوراس لئے بھی کہ (کہیں جانے کی) تمہارے دلوں میں جو حاجت ہو ان پر (سوار ہو کر وہاں) پہنچ جاؤاوران پراور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔(غافر:80)

﴿وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾﴾

ترجمہ: اور جس نے تمام قسم کے حیوانات پیدا کیے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔(زخرف:12)

ایک اور آیت میں جہازرانی کی اہمیت کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تا کہ دریا (اور سمندر) میں اسکے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا۔ (ابراہیم:32)

پہلی آیات میں صرف کشتیوں یا سمندری جہاز کی سواری کا ذکر ہے، لیکن سورہ ابراہیم کی اس آیت میں سمندروں کے ساتھ ساتھ دریاؤں کا بھی ذکر ہے۔ عربی زبان میں عموماً "بحر" سمندر کو اور نہر دریا کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں یعنی سمندر اور دریا کشتی کے ذریعے ہی انسان کے تابع فرمان ہوتے ہیں یا کشتی کے ذریعے ہی مسخّر ہوتے ہیں۔ یہ سب اللہ کے وضع کردہ طبیعیاتی اصولوں (Laws of Physics) کے تحت ہی ہوتا ہے۔ ان اصولوں کو استعمال کئے بغیر انسان کے لئے یہ تسخیر ممکن نہ تھی۔ ان کی عدم موجودگی میں پانیوں پر نقل و حمل بھی ممکن نہ ہوتی لہٰذا اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنا فضل بیان فرمایا ہے۔

ان علوم میں مہارت حاصل کرنا نہ صرف روز مرہ زندگی میں منفعت حاصل کرنے کا سبب بن سکتا ہے بلکہ ایک اعتبار سے یہ ہمارا دینی فریضہ بھی بن جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اس طرف ہماری توجہ دلائی ہے۔

یہاں ایک اور بات غور طلب ہے کہ کشتی رانی بغرض ذرائع نقل و حمل دریاؤں میں بھی کی جاسکتی ہے، ہمارا ملک وسیع و عریض دریاؤں کی نعمت سے مالا مال ہے لیکن ان کے اس استعمال کی طرف ہماری بالکل توجہ نہیں ہے۔ یہ ہی حال سمندری جہاز رانی کا ہے نہ ہم اپنے

سمندری جہاز بغرض انسانی سفر چلاتے ہیں نہ ہی کسی دوسرے ملک کا سفری سمندری جہاز یہاں آتا ہے۔ یہ ایک قسم کا کفرانِ نعمت ہے کہ رب نے ہمیں نعمتیں اور مواقع دیے ہوئے ہیں لیکن ہم ان کو بروئے کار نہیں لارہے۔ دنیا میں بحریہ(Maritime)کا یہ ایک اہم شعبہ ہے جس سے دیگراقوام لاکھوں کروڑوں ڈالر کمارہی ہیں۔ جو لوگ یورپ گئے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سمندری جہاز کیسے سفر کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ دریا اور نہروں میں بھی کشتیاں اس غرض سے چلتی ہیں۔

﴿وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾﴾

اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔(غافر:80)

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾﴾

ترجمہ: اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا۔(ابراہیم:32)

انسانی سفری ضرورت پوری کرنا کشتی کے اولین استعمال میں سے ہے۔ آج یہ شعبہ اتنا ترقی کر چکا ہے کہ بڑے سمندری جہازوں میں ہزاروں لوگ بیک وقت بین البرِاعظمی سفر کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نہروں اور دریاؤں میں بھی کشتیاں برائے آمدورفت استعمال کی جاتی ہیں۔

2۔ جہازرانی
برائے نقل وحمل (Transportation)

جہاز رانی کا دوسرا مقصد جو قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ اس کا نقل و حمل، سامانِ تجارت اور تلاشِ معاش کے لئے استعمال ہے۔

آج کل (Blue Economy) سمندری معیشت یا بحری معیشت کی اصطلاح خاصی عام ہوگئی ہے۔ گو یہ امر عرصۂ قدیم سے انسانی معاشرت اور تہذیب ومعیشت کا جز رہا ہے اور اس کی اہمیت بھی رہی ہے لیکن فی زمانہ کرۂ ارض پر انسانی آبادی بڑھ جانے اور سمندری ذرائعِ نقل و حمل میں بے انتہا ترقی ہو جانے کی وجہ سے یہ ایک نہایت اہم اور مستقل موضوع بن گیا ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مضمون کی وسعت بے انتہا بڑھ جانے کے باوجود یہ بنیادی طور پر ان ہی عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جن کی طرف قرآنِ مجید ہمیں توجہ دلانے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ﴾

ترجمہ: اور کشتیوں (اور جہازوں) میں (عقلمندوں کے لئے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں)۔ جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لیکر رواں ہیں (البقرہ:164)

اس عمل میں بھی اللہ تعالی نے ہمارے لئے نشانیاں رکھی ہیں۔ آج کی دنیا میں عالمی تجارت کا ایک بہت بڑا تناسب سمندری نقل وحمل کے ذرائع پر منحصر ہے، جو کہ سمندری جہازوں کی عدم موجودگی میں ممکن ہی نہیں ہوسکتا۔ من حیث القوم ہم سمندری نابینا پن(Sea blindness)کا شکار ہیں۔ ہمیں قومی سطح پر یہ بات سمجھنی ہوگی کہ جب تک ہم

بحریہ (Maritime) کے مضمون پر بالعموم اور بحریہ کے معاشی پہلوؤں پر بالخصوص توجہ نہیں دیں گے ہم اقوامِ عالم میں معاشی اور تجارتی اعتبار سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ آج کے دور میں سمندری جہازرانی کا استعمال معاش اور تجارت کے لئے اتنا کلیدی ہو گیا ہے کہ سمندری جہازوں کا حجم ناقابلِ یقین حد تک بڑا ہونے لگ گیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ مختلف قسم کی اجناس کی نقل و حمل کے لئے مخصوص قسم کے جہاز تیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً تیل، گیس، غلّہ اور دیگر سامانِ تجارت وغیرہ۔ مخالف صفحہ پر ایسے ہی چند قسم کے جہازوں کی تصاویر ہیں یہ سب کے سب انسانی تجارت اور منفعت کے لئے سمندروں میں چل رہے ہیں۔

﴿وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ﴾

ترجمہ: کشتیوں (اور جہازوں) میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لیکر رواں ہیں۔

(البقرہ:164)

زمانۂ قدیم سے کشتیاں اور سمندری جہاز سامانِ تجارت کی نقل و حمل کا ذریعہ رہے ہیں۔ آج بھی دنیا کی مجموعی تجارت کا 90 فی صد حصے کا دارومدار سمندری جہاز رانی پر ہے، جو کہ بحریہ (Maritime) کے شعبہ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جہاز رانی نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ایک سمندری جہاز کئی لاکھ ٹن وزنی سامان کی نقل و حمل کر سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ سامان کی نوعیت کے اعتبار سے بھی سمندری جہازوں نے تخصیص کی صورت اختیار کرلی ہے۔ مذکورہ بالا تصاویر میں جہاز رانی کے اسی پہلو کو مختلف نوعیتوں کے جہاز دکھا کر پیش کیا گیا ہے۔

3۔ جہازرانی
برائے ماہی گیری (Fishing)

جہازرانی کا تیسرا مقصد جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے وہ تازہ اور حلال خوراک کی فراہمی ہے۔ در حقیقت زمانۂ قدیم سے سمندر اور دریا انسان کے لئے فراہمیٔ خوراک کا ذریعہ رہے ہیں۔ کرۂ ارض پر موجود وسائل خوراک محدود نہیں ہیں اور چونکہ کرۂ ارض کا دو تہائی حصہ سمندر اور دریاؤں کی مجموعی شکل میں پایا جاتا ہے لہٰذا اس کے خوراک کے ذخائر اور وسائل بھی اس ہی تناسب سے پانی میں پائے جاتے ہیں۔ خوراک کے ان آبی وسائل کو انسان کے لئے بغیر کشتی یا سمندری جہاز بروئے کار لانا ممکن ہی نہیں۔

لہٰذا قرآن کریم نہ صرف جہازرانی کا ایک مقصد ماہی گیری بتاتا ہے بلکہ اس طرف ہماری توجہ بھی مبذول کراتا ہے۔ قرآن اس امر کو اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾

ترجمہ: تمہارے لئے سمندر (کی چیزوں) کا شکار اور ان کو کھانا حلال کر دیا گیا ہے (یعنی) تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لئے۔(المائدہ:96)

﴿وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے سمندر کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔(النحل:14)

حصولِ رزق کے لئے سمندروں کی تسخیر کشتی یا سمندری جہاز کے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا انسان نے اس معاملہ میں بھی کافی ترقی کی ہے۔ اس غرض کے لئے بھی خاص کشتیاں بنائی جاتی ہیں۔

آئندہ صفحہ پر ماہی گیری کے لئے استعمال ہونے والے چند اقسام کے جہازوں کی تصاویر ہیں۔

احادیث میں آتا ہے کہ تمام آبی حیات ہمارے لئے حلال ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر خصوصی فضل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رضی الله عنه - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلی الله علیه وسلم - فِي الْبَحْرِ: {هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ}

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ، نبی اکرم ﷺ نے سمندر کے متعلق کہا کہ: اس کا پانی پاک ہے، اور جو جاندار سمندر میں مر گیا اسے کھانا حلال ہے۔[1]

1۔ سنن ابو داود، حدیث نمبر: 83، سنن النسائی، حدیث نمبر: 50، 176، 707، جامع الترمذی، حدیث نمبر: 69، و سنن ابن ماجہ حدیث نمبر: 386، موطأ امام مالک، حدیث نمبر: 60، ج 2، ص 29)

﴿وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے سمندر کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔(النحل:14)

سمندر میں کشتیوں کی مدد سے ماہی گیری بہت قدیم اور اہم پیشہ ہے۔ جس پر آج بھی انسانی خوراک کا کئی فی صد دارومدار ہے۔ ماہی گیری بحریہ کا ایک اہم شعبہ جو کہ دنیا میں ایک بہت بڑی صنعت کا درجہ رکھتا ہے۔

4۔ جہازرانی برائے
تلاشِ وسائل(Exploration)

جہاز رانی اور نیل گوں سمندروں میں کشتی بانی کا آبی خوراک کے حصول کے علاوہ قرآن نے ایک اجمالی اصطلاح یعنی "تلاشِ فضل" کی استعمال کی ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾﴾

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے قابو میں کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو۔(الجاثیۃ:12)

مذکورہ بالا آیت میں ربِ تعالی نے واضح طور پر کشتی یا جہاز رانی کے ذریعے سمندروں اور دریاؤں کا انسان کے ہاتھوں مسخر ہونا اور اس صلاحیت کے سبب انسان کا سمندروں میں اپنی معاش تلاش کرنا بیان کیا ہے۔یہ سب اس لئے ہے کہ انسان اپنے رب کی نعمتوں کا قدر دان اور شکر گزار رہے۔

انسان کو بذریعہ سمندری جہاز یہ صلاحیت دینا اس کا ایک خصوصی احسان ہے۔قرآن فرماتا ہے کہ:

﴿رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾﴾

ترجمہ: تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اسکے فضل سے (روزی) تلاش کرو۔بیشک وہ تم پر مہربان ہے۔(اسراء:66)

(Blue Economy)یا سمندری معیشت کا ایک اور اہم پہلو سمندر اور زیر سمندر قدرتی خزائن ڈھونڈنا اور نکالنا ہے جسے (Exploration) کہا جاتا ہے۔ سمندر میں چھپے خزانوں کا ذکر کر کے باری تعالیٰ نے ہماری توجہ ان کی طرف کچھ یوں دلائی ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۵۹﴾

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سواء کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور سمندروں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتّہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی گیلی اور سُوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔

(الانعام:59)

سورۂ انعام کی یہ آیت بھی ہماری خصوصی توجہ کی طالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بحر و بر میں چھپے خزائن کی طرف ہماری توجہ دلائی۔ آج ہم جانتے ہیں کہ سمندر، سمندر کی بالائی سطح سے لے کر اپنی تہہ تک اور پھر تہہ کے نیچے بھی طرح طرح کے وسائل سے مالا مال ہے۔ اس جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی دور میں تیل، توانائی، معدنیات کے جو وسائل انسان کو سمندر کے ذریعے آج میسر ہیں ان کو دیکھ کر ہم قرآن حکیم کی ان آیات کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یہ مضمون مزید وضاحت کے ساتھ قرآن مجید نے مندرجہ ذیل آیت میں بیان کیا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں اور اس لئے بھی (سمندر کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم اللہ کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ (اسکا) شکر کرو۔ (النحل:14)

سمندروں میں موجود آبی حیات کی صورت میں خوراک کے وسائل اور زیر سمندر دیگر توانائی اور معدنیات کے ذخائر تک انسان کی دسترس سمندری جہازوں کے ہی ذریعے ہے۔

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ﴾

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سواء کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور سمندروں کی سب چیزوں کا علم ہے (الانعام:59)

سمندروں کی تہہ تیل اور طرح طرح کی معدنیات سے مالا مال ہے۔ ان خزائن کی تلاش اور انہیں سمندری تہہ سے نکالنا بھی بحریہ (Maritime) کا ایک اہم شعبہ ہے جس کے لئے خصوصی نوعیت کی کشتیاں بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ مندرجہ بالا تصاویر میں ان کی چند اقسام کو دکھایا گیا ہے۔

5۔ جہازرانی مصیبت وآفات سے بچاؤ کے لئے (RescueMissions)

قرآنِ حکیم نے جہازرانی کا ایک اور نہایت اہم استعمال بھی بیان فرمایا ہے، جس کی اہمیت ہر آنے والے دن میں زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جارہی ہے۔ وہ ہے سمندری جہازوں کا مختلف قسم کی آفات ومصائب میں گھرے لوگوں کو بچانا، جسے ہم امن مشن Peace Mission یا Rescue mission کہتے ہیں۔ آج کے دور کے عالمی سیاسی منظر نامے پر آئے دن ایسی صورتحال نمودار ہوتی رہتی ہیں کہ دنیا کے کسی خطّے میں کچھ لوگ یا آبادی کا ایک حصہ کسی جگہ پھنس جاتا ہے، ایسی صورت حال میں اکثر ان کی مدد، داد رسی اور نجات دلانے کے لئے بحری جہاز استعمال ہوتے ہیں، یا کبھی قدرتی آفت کے نتیجہ میں پھنسے لوگوں کی امداد کے لئے جہاز اور کشتیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ قرآنِ حکیم نے حضرت نوحؑ اور ان کی قوم کے افراد جو کہ نہ صرف ظالموں میں گھرے ہوئے تھے، بلکہ ایک بہت عظیم سیلاب کی زد میں بھی آگئے تھے۔ اس قوم کو ان دونوں مصائب سے کشتی یا جہاز کے ذریعے ہی نجات دلائی تھی۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں متعدد جگہ موجود ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں پانی کے جہاز یا کشتی کے اسی استعمال کا ذکر ہے جو کہ آج جہازرانی کی دنیا میں جہازرانی کے شعبہ کا ایک اہم اور مستقل

شعبہ بن چکا ہے۔اس مقصد کے لئے خصوصی نوعیت کے جہاز سمندروں میں تیرتے رہتے ہیں عموماً اُن پر S.O.S (Save our Soul) کے مخفف الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔[2]

اس سلسلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿٢٨﴾﴾

ترجمہ: اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (اللہ کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات بخشی۔(المؤمنون:28)

---

2 جہازرانی کے اس شعبہ میں خوش آئند بات یہ ہے کہ پاکستان نیوی کی کاوش عالمی سطح پر قابل ستائش ہے۔ اس کے علاوہ اگر کبھی ملک میں سیلاب وغیرہ آجائے تب بھی ہمیں پاکستان نیوی امدادی کارروائیاں کرتی نمایاں نظر آتی ہے۔

﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝۲۸﴾

ترجمہ: اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (اللہ کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات بخشی۔ (المؤمنون: 28)

عموماً جنگ زدہ یا خانہ جنگی کی زد میں آئے ممالک میں لوگ بے یار و مددگار وہاں سے سمندر کے ذریعے فرار کی کوشش کرتے ہیں۔ اور سمندر کی بے رحم موجوں میں گھر کر مزید مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد کو عموماً سمندری کشتیوں کے ذریعے ہی بچایا جاتا ہے، جو کہ جہاز رانی کا ایک اہم شعبہ ہے۔

6۔ جہازرانی برائے حربی مقاصد
(Warfare&Defence)

فی زمانہ جہاز رانی کا ایک اہم ترین پہلو اس کا جنگی استعمال سمجھا جاتا ہے۔ انسانی تاریخ بالخصوص گزشتہ چند صدیوں کی انسانی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جس قوم نے سمندری سامانِ حرب میں کمال حاصل کیا اس نے دنیا پر حکمرانی کی۔ گزشتہ صدیوں میں یورپی اقوام کے ہاتھوں ساری دنیا میں اپنا نوآبادیاتی نظام (Colonialism) قائم کرنے کی بنیاد بھی سمندری حربی طاقت میں مہارت تھی۔ اس سارے عمل کا مرکزی کردار سمندری جنگی جہاز ہی تھے۔ سمندری جنگی جہازوں کی حربی اہمیت کے پیشِ نظر ہی حضور نبی اکرم ﷺ نے آج سے پندرہ سو سال قبل سمندری بحری بیڑے کے قیام کی اہمیت کو اجاگر فرمادیا تھا، ارشادِ نبوی ہے:

قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا.

حضرت عمیرؓ کہتے ہیں کہ ہم سے بی بی امِّ حرامؓ نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ دریا میں جنگ کریں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔"[3]

3۔ صحیح البخاری/الجہاد ۳ (۲۷۸۸)، و ۸ (۲۷۹۹)، و ۶۳ (۲۸۷۷)، و ۷۵ (۲۸۹۴)، والاستئذان ۴۱ (۶۲۸۲)، والتعبیر ۱۲ (۷۰۰۱)، صحیح مسلم/الامارۃ ۴۹ (۲۹۱۲)، سنن ابی داود/الجہاد ۱۰ (۲۴۹۰)، سنن

ایک حدیثِ مبارکہ میں درج ذیل انداز میں بحری جنگ کی بَری جنگ پر فضیلت بیان کی گئی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
«غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ خَيْرٌ مِنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ»

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بحری جنگ برّی جنگ سے (اجر میں) دس گنا زیادہ بہتر ہے۔[4]

اسی طرح ایک اور حدیث میں بحری جنگ میں شریک افراد کے لئے حقوق اللہ کی ادائیگی کی نوید سنائی گئی ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
«مَنْ غَزَا فِي الْبَحْرِ غَزْوَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ- وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَنْ هُوَ فِي سَبِيلِهِ- فَقَدْ أَدَّى إِلَى اللّٰهِ طَاعَتَهُ كُلَّهَا، وَطَلَبَ الْجَنَّةَ كُلَّ مَطْلَبٍ، وَهَرَبَ مِنَ النَّارِ كُلَّ مَهْرَبٍ»

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں بحری جنگ کی، (اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں ہے)، تو تحقیق اس مجاہد نے

النسائی/الجہاد ۴۰ (۳۱۷۳)، سنن ابن ماجہ/الجہاد ۱۰ (۲۷۷۶)، (تحفۃ الأشراف: ۱۹۹)، و موطا امام مالک/الجہاد ۱۸ (۳۹)، ومسند احمد (۳/۲۶۴)، وانظر أیضا: ۶/۳۶۱، ۴۲۳، ۴۳۵)(صحیح)

4۔ الجہاد، لابن ابی عاصم، (655/2) حدیث نمبر: 280

اللہ کی اطاعت کا پوری طرح حق ادا کر دیا، اور تحقیق اس نے جنت کو پوری طرح حاصل کر لیا، اور جہنم سے بالکل دور رہا۔[5]

عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُزَاةَ الْبَحْرِ فَقَالَ: «إِنَّ لِلْمَائِدِ مِنْهُمْ أَجْرَ شَهِيدٍ، وَإِنَّ لِلْغَرِقِ أَجْرَ شَهِيدَيْنِ»

ترجمہ: حضرت امّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحری مجاہدوں کا ذکر فرمایا اور کہا: (ان میں سے) جسے چکر اور قے آجائے اسے ایک شہید کا اجر ملتا ہے اور جو اس میں ڈوب جائے اسے دو شہیدوں کا اجر ملتا ہے۔[6]

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يُدْرِكِ الْغَزْوَ مَعِي فَلْيَغْزُ فِي الْبَحْرِ، فَإِنَّ أَجْرَ يَوْمٍ فِي الْبَحْرِ كَأَجْرِ شَهْرٍ فِي الْبَرِّ، وَإِنَّ الْقَتْلَ فِي الْبَحْرِ كَقَتْلَيْنِ فِي الْبَرِّ، وَإِنَّ الْمَائِدَ فِي السَّفِينَةِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ، وَإِنَّ خِيَارَ شُهَدَاءِ أُمَّتِي أَصْحَابُ الْكَهْفِ» قَالُوا: وَمَا أَصْحَابُ الْكَهْفِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «قَوْمٌ تَتَكَفَّأُ بِهِمْ مَرَاكِبُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»

5۔ الجهاد، لابن أبي عاصم (666/2) حدیث نمبر: 290

6 الجهاد لابن أبي عاصم (663/2) 285، (ابوداؤد)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میرے ساتھ کسی جنگ میں حصہ نہ لے سکا ہو، وہ سمندری جنگ میں حصہ لے، کیونکہ سمندری جنگ میں ایک دن کا اجر اسی طرح ہے جس طرح خشکی کی جنگ میں ایک مہینہ کا اجر ہے، اور سمندری جنگ میں مارا جانا، خشکی کی جنگ میں دو مرتبہ شہید ہونے کے برابر ہے، اور کشتی میں الٹیاں کرنے والا شخص ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص (لڑتے ہوئے) اپنے خون میں لت پت ہو جائے اور میری امت کے بہترین شہید وہ ہوں گے جو اصحابِ کہف ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اصحابِ کہف کون ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں اپنی سواریوں پر سوار ہوتے ہیں۔[7]

مندرجہ بالا احادیث کے علاوہ کتبِ حدیث میں مروی دیگر متعدد احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگی مقاصد کے لئے جہازرانی کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

7۔ مصنف عبدالرزاق الصنعاني (286/5) حديث رقم: 9631

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:

«غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ خَيْرٌ مِنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ»

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بحری جنگ برّی جنگ سے (اجر میں) دس گنا زیادہ بہتر ہے۔

بحری جنگی جہاز: آج قوّات البحریہ (Navy) کی اہمیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس کے بغیر ملکی دفاع ممکن ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ من حیث القوم ہم احادیثِ نبویہ میں مذکور نیوی کو دی گئی اہمیت کو سمجھیں اور اس میدان میں جتنی بہتری ممکن ہو لائی جائے۔

قرآنی تعلیمات اور سمندر

قرآنی تعلیمات اور سمندر

ماحولیاتی نظام (Ecosystem)، سمندری حیات (Marine Biology)، سمندری خزائن (Under-Sea Resources)، سمندری حیات کا توازن(Marine Eco-balance)، بارش، پانی، بادل، اور ہواؤں کا نظام (Climatography)، سمندر میں تلاشِ معاش و تجارت کے لئے انسانوں کا سمندری سفر(Shipping & Sea Transportation)،ماہی گیری(Fisheries)، دریاؤں کے دہانے پر کھاری اور میٹھے پانی کا نظامِ توازن(Esturian Circulation)، سمندری بہاؤ(Ocean Currents)، آبی توازن (Hydrological Balance)، سمندری مدّ و جزر کا نظام (Tidal Cycle)، سمندری جغرافیہ (Ocean Topography یا Bathymetry)، سمندری معیشت(Blue Economy) وغیرہ یہ سب وہ موضوعات ہیں جو کسی نہ کسی طور بحریہ (Maritime) کے دائرۂ کار میں آتے ہیں اور قرآن پاک ان سب موضوعات کا کس طرح احاطہ کرتا ہے ہم ان تمام اور دیگر متعلقہ موضوعات کا تذکرہ کتاب کے اس حصہ میں پیش کریں گے۔

یہ بات بھی انتہائی اہم اور توجہ کے قابل ہے کہ قرآن مجید نے سمندری ماحولیات (Marine Ecology) اور سمندری حیات (Marine Biology) کو اپنی تعلیمات کا خصوصی حصہ بنایا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات ایسی ہیں جو کہ ان اہم مضامین کی طرف ہماری توجہ دلاتی ہیں، اور ان میں غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ ان آیات میں کچھ ایسی

آیتیں ہیں جو سمندری ماحولیات کی فطری ترتیب وتوازن(Ecological Balance) کی طرف ہماری توجہ دلاتی ہیں۔ کچھ سمندری حیات کی اہمیت اور اس میں توازن کے فروغ اور اس کے متوازن نظامِ حیات کے قیام کی اہمیت کو اجاگر کرتی دکھائی دیتی ہیں۔[8] آج یہ موضوعات اتنے اہم سمجھے جاتے ہیں کہ ماہرین کی نظر میں بنی نوع انسان کی بقاان موضوعات کو صحیح طور پر سمجھنے اور ان پر مثبت انداز میں عمل کرنے پر منحصر ہے۔ قرآن نے نہ صرف سمندری ماحولیات کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے بلکہ سمندری ماحول کی آلودگی (Marine Pollution) سمندری ساحلوں کے کٹاؤ یا گھٹنے(Coastal Erosion) کے تباہ کن اثرات کا بھی خصوصاً ذکر کیا ہے، کتاب کے اس حصہ میں یہ سب موضوعات بھی زیرِ بحث آئیں گے۔

8۔ یہ وہ مضامین ہیں جن کی طرف آج ساری دنیا کے سائنس دان اور ماحولیات سے وابستہ عالمی تنظیمیں ہمیں توجہ دلانے میں مصروف ہیں۔

قرآن اورآبی گردش
(HydrologicalCycle)

قرآن حکیم کی ابتدائی سورت، سورۂ بقرہ میں ہی ماحولیات بالخصوص ماحولیات میں آبی گردش(Hydrological Cycle)کاتذکرہ کرکے قرآنِ حکیم نے سارے سمندری ماحولیاتی نظام کی طرف ہماری توجہ کچھ اس انداز میں دلائی ہے۔

﴿اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾﴾

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں(اور جہازوں)میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لیکر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہونے کے بعد سرسبز) کردیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے(اللہ کی قدرت کی)نشانیاں ہیں۔(البقرہ:164)

مذکورہ بالا آیات میں زمین وآسمانوں کی تخلیق کے ساتھ کرۂ ارض کے مکمل ماحولیاتی نظام (Ecosystem) کی طرف اشارہ ہے۔ یہ نظام بہت بڑا اور دیگر نظام ہائے فطرت سے جڑا ہوا ہے اس میں موجود ایک نہایت ہی اہم نظام جو کہ (Water Cycle) یا (Hydrological Cycle) آبی گردش کے نام سے جانا جاتا ہے اور بنیادی طور پر کرۂ ارض پر زندگی کی بقاء کا اس پر انحصار ہے۔ قرآن حکیم نے مذکورہ بالا آیات میں آبی گردش (Water Cycle) کے نظام کے ساتھ ساتھ ایک اور بہت بڑے نظام کا، جو سمندر کے مدّو جزر (Ocean Tidal System) سے متعلق ہے کا تذکرہ بھی کیا ہے اس نظام کا دار ومدار زمین، چاند، اور سورج کی گردش پر ہے۔ بات سمجھنے کے لئے پہلے ہم مندرجہ ذیل سطور میں سمندری آبی گردش (Hydrological Cycle) اور نظامِ مدّ وجزر (Tidal System) کا مختصر جائزہ لیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ قرآن حکیم اس طرف ہماری توجہ کیسے دلا رہا ہے۔

موجودہ دور کی سائنس اس سارے ماحولیاتی نظام کو (Hydrological Cycle) کہتے ہیں۔ یہ سارا عمل یا نظام کرۂ ارض پر پانی کی مجموعی گردش کا نظام ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح دریاؤں اور سمندروں وغیرہ سے سورج کی تپش وحدّت کی وجہ سے آبی بخارات بن کر ہوا میں بلند ہوتے ہیں، جسے عملِ تبخیر (Evaporation) کہتے ہیں جن آبی بخارات سے مل کر بادل بنتے ہیں جس عمل کو تکثیف یا انجماد یعنی (Condensation) کہا جاتا ہے پھر ہوائیں ان بادلوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے کر چلتی ہیں جس کو (Transportation) کہتے ہیں، پھر وہی بادل بارش برساتے ہیں جس کو

(Precipitation) کہا جاتا ہے۔اور یہ بارش کا پانی زمین پر پودوں، جانوروں اور انسانوں کے کام آتا ہے اور آخر میں ایک مرتبہ پھر دریاؤں کے ذریعے یہ ہی پانی بہہ کر سمندروں میں شامل ہو جاتا ہے یا کچھ اس میں سے پودوں کے ذریعے دوبارہ فضا میں شامل ہو جاتا ہے جسے (Transpiration) کہا جاتا ہے اور یوں یہ گردشِ آب (Hydrological Cycle) مکمل ہوتی ہے۔بظاہر یہ ایک سادہ سا نظام معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا ہر مرحلہ کرۂ ارض کی بڑے ماحولیاتی نظام (Ecosystem) کے توازن سے جڑا ہوا ہے جس میں واقعی عقل رکھنے والوں کے لئے قدرتِ الٰہیہ کی واضح نشانیاں پنہاں ہیں۔اس نظام کو مختصراً بیان کر دینے کے بعد اگر ہم سورہ بقرہ کی آیت[9] ایک مرتبہ پھر حرفاً حرفاً پڑھ لیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ سمندر کو ہماری زندگیوں میں کتنی مرکزی حیثیت حاصل ہے جس میں ہم اپنے دیگر فوائد کے لئے جہاز رانی کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن حکیم نے آبی گردش (Hydrological Cycle) کو کس طرح بیان فرمایا ہے۔ سبحان اللہ!

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾﴾

9۔سورۃ البقرہ:164

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لیکر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہونے کے بعد سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ (البقرہ:164)

اب آیت مذکورہ کے ایک ایک لفظ اور عبارت پر نظر ڈالتے ہیں کہ کیسے سمندروں اور دریاوں سے پانی آبی بخارات، سورج کی حدّت سے بنتے ہیں جن سے بادل (السحاب) وجود میں آتے ہیں جو ہواؤں کے چلنے (تصریف الریح) سے فضا میں معلق اور (مسخر) رہتے ہیں جو بالآخر آسمان سے بارش برسانے کا سبب بنتے ہیں (نزل من السماء ماء) جس کے نتیجہ میں مردہ زمین پر نباتاتی اور حیوانی حیات پنپتی اور پھلتی ہے (فاحیا به الأرض بعد موتها وبث فيها من كل دابة) تو ہمیں سورۂ بقرہ کی آیت 164، کا ایک ایک لفظ سمجھ آتا ہے۔
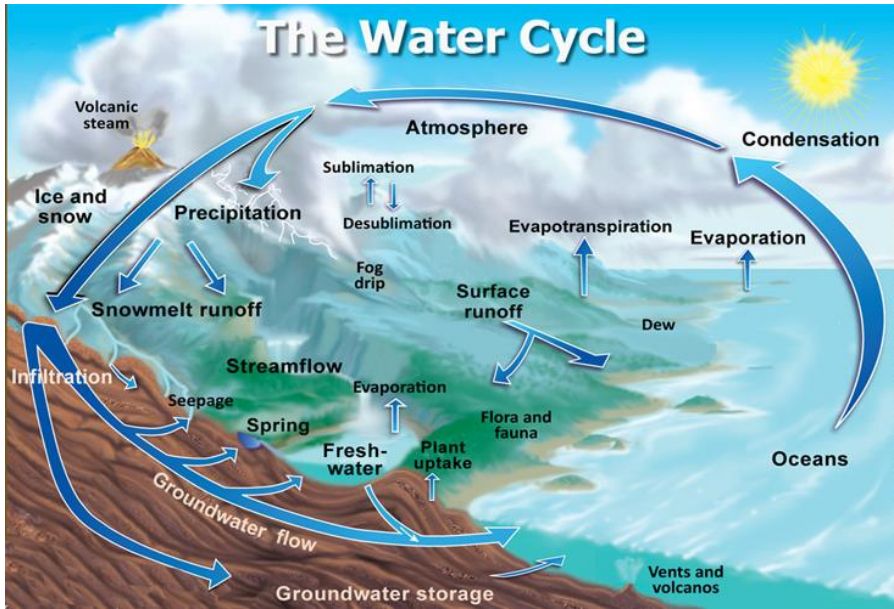
اس تصویر میں آبی گردش کو بیان کیا گیا ہے

مدوجزر کا سمندری نظام
(OceanTidalSystem)

قرآن کریم نے سورہ البقرہ کی اس ہی آیت نمبر 164 نے ہماری توجہ رات اور دن کے ہونے پر بھی مبذول کرائی ہے۔ مدّ و جزر یا جوار بھاٹا کا نظام، زمین چاند، سورج کی گردش کے سبب اور رات اور دن کے ہونے (اختلاف اللیل والنہار) سے وجود میں آتا ہے۔ ان اجسام کی کشش ثقل سے ہی سمندروں میں مدّ و جزر (Tidal Waves) پیدا ہوتا ہے۔ اس پر قرآن کے بیان کی خوبصورتی یہ ہے کہ ان نظامہائے قدرت کے ساتھ کشتی یا جہاز کا ذکر یہ بات واضح کرتا ہے کہ ان کا آپس میں کوئی تعلق ہے۔ یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں؛ مدّ و جزر بیان کر کے اس کے مرکز میں سمندری جہازوں کا تذکرہ بحریہ کی اہمیت اور ماحولیاتی نظام سے بحریہ کا لازم وملزوم ربط ظاہر کرتا ہے۔ یعنی آسمان وزمین کی تخلیق میں رات اور دن کا ہونا جس پر سمندر کے مدّ و جزر (Tidal System) کا انحصار ہے۔ سمندر میں مد وجزر کے نظام کا مطالعہ آج بھی بحریہ (Maritime) کا ایک اہم شعبہ ہے۔ باقاعدہ طور پر ایک ادارہ موسمیات (Meteorological Department) قومی سطح پر سمندری مدّ و جزر کو ریکارڈ کرتا ہے اور اس کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے، جو سمندروں میں جہاز رانی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ پھر ساری دنیا کے سمندروں میں دسیوں ہزاروں جہازوں کا چلنا اور فضاؤں میں بادلوں کا ہونا، بارشوں کا برسنا، ہواؤں کا چلنا، جس سے زمین پر حیاتیاتی نظام کے جڑے ہونے کا بیان، ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس سارے نظام پر غور کریں۔ یعنی بحریہ (Maritime) کے شعبہ کو کرۂ ارض کے سمندری ماحولیاتی نظام سے نہ تو جدا کیا جاسکتا ہے نہ ہی ایک کو دوسرے سے جدا کر کے دیکھا جانا چاہئے۔ یہ ایک جامع اور مربوط نظام ہے، جس

میں ہر چیز دوسرے سے جڑی ہوئی ہے اور اس میں سمندری جہازوں کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اگر ماحولیاتی نظام خراب ہو گا تو اس کا اثر جہاز رانی اور سمندر سے جڑی معیشت پر بھی پڑے گا۔ جس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ یہ نظام جس میں انسانوں کے لئے ہزاروں فائدے ہیں اگر صحیح اور منافع بخش رکھنا ہے تو ہمیں سمندری ماحولیاتی نظام (Marine Ecological System) کو بھی صحیح رکھنا ہو گا۔[10]

مذکورہ آیت کریمہ[11] میں اس سارے نظام کو سمجھنے والوں سے اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ نے اپنی نشانیاں رکھی ہیں۔ بہت ساری باتوں کے علاوہ اس آیت کے پورے مضمون کو اگر دیکھا جائے تو انسانوں کے حوالے سے سمندر میں تجارتی سامان کی نقل و حمل کے لئے تجارتی جہاز رانی کی صنعت (Shipping Industry) کی ایک نمایاں مرکزیت نظر آتی ہے جو کہ بحریہ (Maritime) کے شعبے میں اپنی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔

نظامِ شمسی میں زمین اور اس کے گرد چاند کی اپنے مدار میں گردش کے سبب جو سمندر میں مدّو جزر پیدا ہوتا ہے اس نظام کو سمجھ لینے کے بعد یہ بھی جاننا ہمارے لئے ضروری ہے۔ سمندر کے اوپر ہواؤں کا چلنا بھی سمندری بہاؤ (Ocean Current) کے ہونے اور اس کا رخ

10۔ فی زمانہ بحریہ سے وابستہ ادارے اور عالمی تنظیمیں بحری ماحولیاتی نظام کو بحریہ (Maritime) کے مجموعی مضمون کا اہم ستون قرار دیتے ہیں۔

11۔ البقرہ:164

اجسامِ فلکی اور سمندری مدّو جزر کا نظام

(Ocean Tidal System)
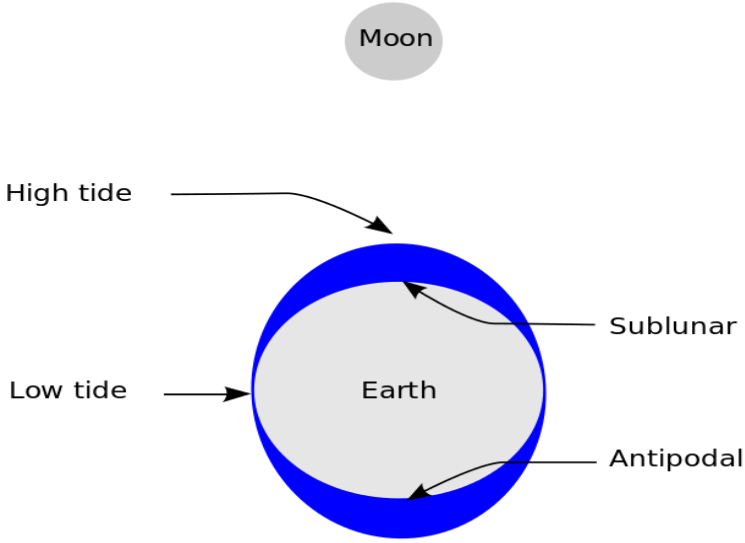
مذکورہ بالا نقشوں میں نظامِ شمسی میں زمین، چاند اور سورج کی

اپنے اپنے مدار میں گردش کی وجہ سے سمندر میں مدّو جزر پیدا ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے جس کی طرف سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 164 میں استعمال ہوئے الفاظ (تصریف الریاح) یعنی ہواؤں کا چلنا ہماری توجہ مبذول کراتے ہیں۔

کرۂ ارض پر ہواؤں کا چلنا یقیناً بحر اور بر، یعنی سمندر اور زمین دونوں پر ہمارے لئے رحمت الٰہیہ ہے۔ ماحولیاتی نظام میں آبی گردش (Hydrological Cycle) سے لے کر سمندری بہاؤ (Ocean Current) کے بننے تک ہواؤں کا اہم کردار ہے۔ بحریہ کے شعبہ جہاز رانی میں ان کی خاص اہمیت ہے۔

قرآن نے مندرجہ ذیل آیت میں بجا طور پر خشکی اور سمندر پر ہواؤں کے چلنے کو انسانوں کے لئے رحمت الٰہیہ کہا ہے۔

﴿اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾﴾

ترجمہ: بھلا کون تمہیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے؟ (یہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اللہ (کی شان) اس سے بلند ہے۔ (النمل:63)

قرآن اور سمندر کا جغرافیائی مطالعہ
(Bathymetry یا Ocean Topography)

کرۂ ارض پر آبی گردش کا نظام، سمندر میں مدو جزر کی وجوہات اور ہواؤں کے چلنے کی اہمیت اور ان کا سمندری بہاؤ (Ocean Current) سے تعلق سمجھ لینے کے بعد ضروری ہے کہ ہم سمندروں کے محلِ وقوع، اس کی نوعیت اور جغرافیائی صورت کو بھی سمجھ لیں اور قرآن نے کس طرح اس کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے۔ نیز ان علوم کا حاصل کرنا ہمارے لئے کیونکر ضروری ہے۔

قرآن حکیم نے تخلیقِ ارض کے ساتھ اس میں قائم توازن کا بھی خصوصی ذکر کیا ہے۔ مختلف ماحولیاتی نظام اور مختلف اجسامِ قدرت کی موجودگی کی وجہ سے جس طرف نظر اٹھائیں، جس نظام و عمل پر غور کریں ہمیں ان کے اندر ایک توازن نظر آتا ہے۔ کرۂ ارض پر ایسا ہی توازن پہاڑوں کے قیام کے سبب ملتا ہے، قرآنِ حکیم کی متعدد آیات میں پہاڑوں کے قیام کا سبب ارضی توازن قائم رکھنا بتایا گیا ہے۔ان آیاتِ قرآنیہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰

ترجمہ: اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے تاکہ تم کو ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اس سے) اس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں۔ (لقمان:10)

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝۱۹

ترجمہ: اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے اور اس میں ہر ایک توازن کے مطابق ہے۔ (الحجر: 19)

مذکورہ آیت کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز ایک توازن کے مطابق بنائی ہے۔

مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ میں پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستوں کی اہمیت کو انسانی حوالے سے اجاگر کیا جارہا ہے۔

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٥

ترجمہ: اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور راستے بنادیے تاکہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جاسکو۔ (النحل: 15)

اگر ہم مذکورہ بالا تمام آیاتِ قرآنی کا ایک ترتیب و تسلسل سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ قرآنِ حکیم پہاڑوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک طرف تو انسان کے لئے کشادہ راستوں، بہتی نہروں، میٹھے پانیوں کے ذخائر و وسائل اور کرۂ ارض پر نباتاتی حیات سمیت انسانی بقاء کے وسائل وذرائع کا تذکرہ کرتا نظر آتا ہے، جس سے ان کا تعلق واضح طور پر ماحولیاتی آبی گردش یعنی (Hydrological Cycle) سے جڑ جاتا ہے۔ دوسری طرف پہاڑوں کا ذکر کرۂ ارض پر قیامِ توازن (Balance) سے واضح طور پر جڑا نظر آتا ہے۔ یہ تمام نظام، اس کا آپس کا ربط اور توازنِ ارضی کا قیام؛ بحری ماحولیات سے بھی بہت گہرا ربط رکھتا ہے۔

سمندری جغرافیہ

Ocean Topography

﴿وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کئے۔ (الرعد: 3)
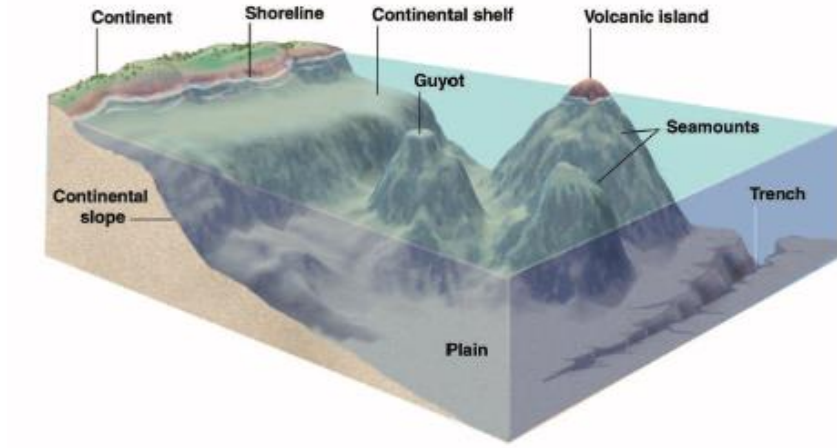
مذکورہ بالا تصویروں میں یہ بات دکھائی گئی ہے کہ جس طرح خشکی پر پہاڑ کھائیاں اور راستے ہیں۔ اسی طرح زیر سمندر بھی بڑے بڑے پہاڑ اور پہاڑی سلسلے ہیں جو زمین کا مجموعی توازن رکھنے کا موجب ہیں۔

جس طرح کرۂ ارض کے ایک تہائی خشکی کے حصہ پر ہمیں بلند و بالا پہاڑ نظر آتے ہیں، اسی طرح دو تہائی زیرِ آب رقبہ میں بھی بلند و بالا پہاڑ ہیں جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ یہ زیرِ آب پہاڑ اور پہاڑی سلسلے بھی ہمارے لئے یا زمین پر نظامِ قدرت چلانے کے لئے اور اس میں توازن پیدا رکھنے کے لئے اسی طرح ضروری و اہم ہیں جس طرح سطح زمین پر موجود پہاڑ اور ان کے درمیان بنے راستے۔ زیرِ سمندر پہاڑ اور پہاڑی سلسلے میدان اور غاروں، کھائیوں وغیرہ کی نقشہ سازی ایک باقاعدہ علم ہے بحریہ کے مجموعی مضمون میں اس کی اہمیت بھی بہت ہے جسے (Ocean Topography) یا (Baythymetry) کہا جاتا ہے۔

زیر سمندر پہاڑی سلسلے اور ان کے درمیان راستے سب مل کر سمندری پانیوں کا بالخصوص اور کرۂ ارض کا بالعموم ایک توازن قائم رکھے ہوئے ہیں، جن کی طرف قرآنِ پاک نے ہماری توجہ دلائی ہے۔ ان سب علوم کا تعلق علم بحریہ (Maritime) سے وابستہ ہے۔ سمندری پانیوں کے بہاؤ اور ان کے ملاپ کے عوامل ہم آئندہ صفحات میں پڑھیں گے اور جانیں گے کہ ان سب کی ہماری عمومی اجتماعی زندگی میں کیا اہمیت و ضرورت ہے بالخصوص بحریہ کے لئے اس کی کیا اہمیت ہے۔

گہرے سمندروں کی تہہ میں موجود پہاڑ ان کے درمیان سمندروں کا بہتا پانی، سمندر کی تہہ میں موجود پہاڑ اور وادیاں جن کی تفصیل ہم گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔[12] سمندر کا مدّ و جزر اس کی سطح پر چلتی ہلکی اور تیز ہوائیں جو سمندروں کے پانیوں میں ایک خاص قسم کا بہاؤ پیدا کرتی ہیں جنہیں (Ocean Currents) کہا جاتا ہے۔ بحری جغرافیہ دان جنہیں (Oceanographer) کہا جاتا ہے اس سارے نظام کا مطالعہ کرتے ہیں، انہوں نے ساری دنیا کے سمندروں کے بہاؤ (Ocean Currents) کے باقاعدہ نقشے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ علم اور اس کا مطالعہ جہازرانی (Shipping) کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ گہرے نیل گوں سمندروں میں جہازرانی کے محفوظ اور معاشی طور پر منفعت بخش راستے متعین کرنے کا دار و مدار اس علم پر ہوتا ہے۔

اب ہم اس نظام کو مختصراً سمجھ لینے کے بعد اگر مندرجہ ذیل قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ قرآنِ حکیم نے ہماری توجہ اس نظام کی طرف کس طرح مبذول کرائی ہے:

﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ﴿٣١﴾﴾

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ ان پر

---

12 ۔ سمندر کی تہہ کا مطالعہ (Bathymetry) کہلاتا ہے جو ایک مستقل علم ہے۔ اور بحریہ (Maritime) کے مضمون کی اہم شاخ ہے۔

چلیں۔(الانبیاء:31)

گزشتہ صفحات میں درج قرآنی آیات کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سمندر کے معاملات کو سمجھنے کے لئے اس کے جغرافیہ کو سمجھنا ہمارے لئے کتنا ضروری ہے۔قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ فطرت کے عوامل کا عمومی تذکرہ کرکے ہمیں ان موضوعات پر غور وفکر اور تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔ جیسے نظامِ فطرت کی ہر چیز میں ایک توازن ہے اور پہاڑ بالخصوص زمین پر توازن رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔چاہے وہ زمین کے اوپر ہوں یا سمندر میں زیرِآب۔پھر پہاڑی سلسلوں کے سبب بننے والے وسیع اور کشادہ راستے بھی ہمارے لئے ایک خاص اہمیت کے حامل ہیں چاہے وہ زمین پر ہوں یا سمندر میں ہوں۔اللہ نے یہ ساری نشانیاں انسان کے لئے بیان فرمائی ہیں،ان پر غور وفکر تحقیق و تعلیم ہمارا فرض ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝٣١﴾

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ ان پر چلیں۔ (الانبیاء: 31)

مذکورہ بالا نقشہ میں سمندر کی تہہ کی تصویر دکھائی گئی ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سمندر کی تہہ میں بھی اسی قسم کے پہاڑی سلسلے ہیں جس طرح زمین کی سطح پر نظر آتے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے ایک توازن قائم ہے۔ نیز سمندری پانی کے بہاؤ اور سمندری راستوں کے تعین کرنے میں ان کی ایک اہمیت ہے۔

قرآن مجید میں
مختلف پانیوں کے ملاپ کا تذکرہ

بحری جغرافیہ دانوں(Oceanographers)نے یہ دریافت کیا ہے کہ کرۂ ارض کے سمندروں کا بہاؤ(Ocean Current)مختلف فطری عوامل کے سبب آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ بہاؤ مجموعی اعتبار سے افقی(Horizontal)نوعیت کا ہوتا ہے۔ انسان کے لئے اس بہاؤ کا علم رکھنا سمندروں میں جہاز رانی کے حوالہ سے بہت مفید اور ممدّ و معاون ہوتا ہے۔ جہاز رانی کے میدان میں یہ صدیوں پرانا علم ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ترقی بھی ہوتی چلی گئی ہے۔ سمندروں کے بہاؤ(Ocean Currents)کے باقاعدہ نقشے ہوتے ہیں جو ہمیں جہاز رانی میں سہولت بہم پہنچانے کے علاوہ موسمیاتی تبدیلیوں اور متعدد دیگر ماحولیاتی عوامل کی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ جس کا تذکرہ گزشتہ اوراق میں وضاحت سے بیان ہو چکا۔

بحریہ کی اصطلاح میں اس سمندری بہاؤ کو (Thermohaline Circulation) کہا جاتا ہے۔ اس گردش میں سمندروں کا درجۂ حرارت(Thermo) اور سمندری پانی میں نمکیاتی کثافت (Haline) کا بنیادی عمل دخل ہوتا ہے۔ اسی لئے اس گردش کو(Thermohaline Circulation) کہا جاتا ہے۔ سمندروں کی اس وسیع پیمانے کی گردش میں دیگر عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں، جن میں سے ایک سمندری تہہ کا جغرافیہ اور اس کی شکل وہیئت جو کہ ہم کتاب کے اسی حصہ کے گزشتہ مضامین میں پڑھ چکے ہیں، جہاں سمندری جغرافیہ یا(Ocean Topography)پر بحث کی گئی ہے۔

ہمارے علم میں ہے کہ قطبین: بحر منجمد شمالی(Arctic Ocean)اور بحرِ منجمد جنوبی(Antarctic Ocean)کا پانی نہایت ٹھنڈا ہوتا ہے اور خطِ استوا(Equator) پر بحرِ اوقیانوس(Atlantic Ocean)یا بحر الکاہل(Pacific Ocean)پر سمندروں پر درجۂ حرارت زیادہ ہوتا ہے۔ نیز ان تمام سمندروں کی کثافت اور ان میں نمکیات کی کثافت کا تناسب بھی مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سب کا پانی آپس میں بالکل نہیں ملتا۔ بلکہ ایک دوسرے سے ملاپ پر ان سمندروں کے پانی میں ایک بہت بڑے پیمانے کی گردش پیدا ہوتی ہے۔ اور سارے کرۂ ارض کے سمندروں کا پانی ایک مخصوص انداز میں گھومتا رہتا ہے، یوں سمندروں میں موجود غذائی اجزاء اور دیگر خوردبینی آبی حیات ایک مقام سے دوسرے مقام پر سفر کرتی رہتی ہے۔ آبی حیاتیاتی نظام (Marine Ecosystem) اور آب کاشت (Equaculture) کے لئے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سارے عمل میں ملاپ کے باوجود دونوں سمندروں میں ایک پردہ یا دوری قائم رہتی ہے۔ اس سارے عمل کی طرف قرآن حکیم نے ہماری توجہ مندرجہ ذیل آیت میں کچھ ان الفاظ سے دلائی ہے۔

﴿اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیۡنَ الۡبَحۡرَیۡنِ حَاجِزًا ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾﴾

ترجمہ: بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اسکے بیچ میں نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی؟ (یہ سب

﴿اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیۡنَ الۡبَحۡرَیۡنِ حَاجِزًا﴾

ترجمہ: بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اسکے بیچ میں نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی؟(النمل: 61)
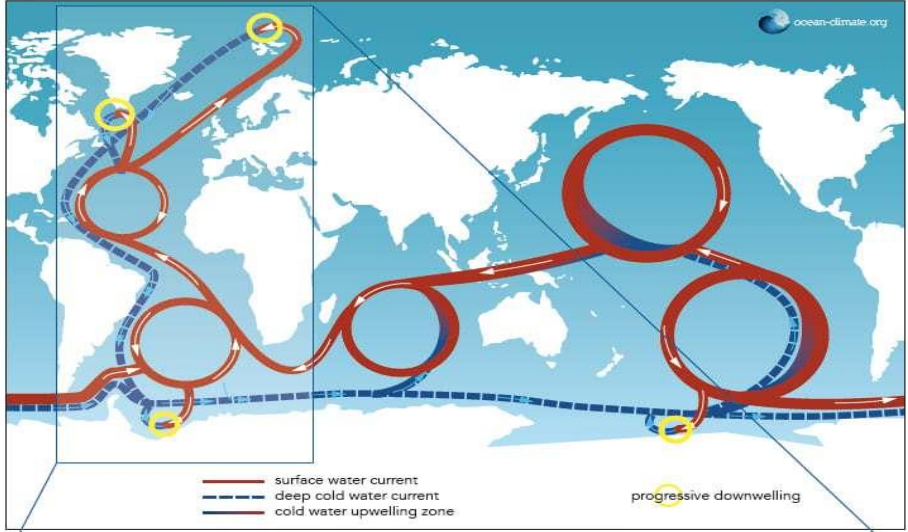
کچھ اللہ نے بنایا) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ؟(ہر گز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے۔(النمل:61)

غور طلب بات یہ ہے کہ دو سمندروں میں ملاپ کے باوجود ان میں قائم پردہ کو بیان کرنے کے لئے حجز کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کا مادہ (ح ج ز) ہے، جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان روک اور حدِّ فاصل بنانے کے ہیں۔ یعنی اس عمل میں پانیوں کے ملاپ کے باوجود ان میں ایک حدِّ فاصل قائم رہتی ہے۔

پانیوں کے نہ ملنے کا ذکر سورہ الرحمٰن کی آیت 20-21 میں بھی ہے۔ لیکن وہاں ان کے الگ رہنے کے لئے لفظ "برزخ" استعمال ہوا ہے جو ہم گزشتہ مضمون میں پڑھ چکے ہیں۔ وہ لفظ یعنی برزخ اس عمل کی صحیح تشریح کرتا ہے جو (Upwelling) اور (Downwelling) کے عمل سے محاذ (Front) پر پیدا ہوتی ہے جو پانیوں کے ملاپ کا ذکر یہاں ہو رہا ہے اس کی تشریح لفظ حجز سے خوب واضح طور پر ہو جاتی ہے۔

پانیوں کے ملاپ
اوران کے درمیان پردہ یا اوٹ

قرآن مجید نے بہت واضح الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جب دو قسم کے پانی آپس میں ملتے ہیں تو ان کے درمیان ایک پردہ قائم ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں ایسی آیات مندرجہ ذیل تین قسموں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔ تینوں پانیوں کے تین مختلف اقسام کے ملاپ کا ذکر کیا گیا ہے اور تینوں کی اہمیت اور عوامل الگ الگ ہیں:

1۔ پہلی قسم کا ملاپ جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں ہے، وہ سمندر کے ان پانیوں کا ہے جو اپنے خواص میں مختلف ہیں اور ان کا بہاؤ عمودی (Vertical) ہو جاتا ہے، جب وہ آپس میں ایک محاذ (Front) کی صورت میں ملتے ہیں۔ اس نظام کی تفصیل کتاب کے اسی حصہ میں بیان ہو گی۔ اس کی خاص ماحولیاتی اہمیت ہے۔

2۔ دوسری قسم کا ملاپ جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے وہ سمندروں کے ان پانیوں کا ہے، جو اپنے خواص مثلاً کثافت (Density) نمکیات (Salinity) اور درجۂ حرارت (Temprature) وغیرہ میں مختلف ہوتے ہیں اور ان کا بہاؤ افقی (Horizontal) ہوتا ہے، جب وہ آپس میں ملتے ہیں۔ ان کے بہاؤ میں ہواؤں اور سمندری تہہ کے جغرافیہ کا کافی عمل دخل ہوتا ہے۔ اس قسم کے ملاپ کا ادراک اور اس کا علم جہاز رانی کے لئے نہایت اہم ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل بھی اسی حصہ میں درج ہے۔ اس قسم کے سمندری بہاؤ (Ocean Current) کی کچھ تفصیل اسی حصہ کے گزشتہ مضامین میں گزر چکی ہے۔

3۔ تیسری قسم کا پانیوں کا ملاپ جس کا ذکر قرآن حکیم نے فرمایا ہے وہ سمندر کے کھاری پانی اور دریاؤں کے میٹھے پانی کا ہے، جس کے بہاؤ کی نوعیت افقی (Horizontal) ہوتی ہے

اور ہمارے لئے اس کی ماحولیاتی اور آبی حیات کے فروغ کے لئے بہت اہمیت ہے۔ اس قسم کے پانیوں کے ملاپ اور اس کی گردش کو (Estuarian Circulation) کہا جاتا ہے۔

اس ضمن میں قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل تین آیات قابلِ غور ہیں، جن میں ان تین مختلف قسم کے آبی ملاپ کا تذکرہ ہے:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾﴾

ترجمہ: اسی نے دو دریا رواں کیے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ (الرحمٰن: 19-20)

﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ۭ﴾

ترجمہ: بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اسکے بیچ میں نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی؟ (یہ سب کچھ اللہ نے بنایا) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے۔ (النمل: 61)

﴿وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنادی۔(الفرقان: 53)

ان تینوں آیاتِ قرآنی کو اگر غور سے پڑھا جائے تو ایک اور انتہائی لطیف نکتہ واضح ہوتا ہے، گو کہ بظاہر ان میں ایک ہی موضوع زیرِ بیان معلوم ہوتا ہے کہ بحری دنیا میں آبی ملاپ کا ذکر ہے اور دو ملنے والے پانیوں کے درمیان ایک پردہ یا اوٹ کا ذکر ہے۔ لیکن غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ جس اوٹ اور پردے کا ذکر قران حکیم نے کیا ہے، ان تینوں آیات میں اس کے لئے تین مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں۔

سورہ الرحمٰن کی آیت میں "برزخ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جبکہ سورہ نمل کی متعلقہ آیت میں "**حاجزا**" کی اصطلاح آئی ہے، جس کا مادہ (ح ج ر) ہے اور سورہ فرقان میں (**حجراً محجوراً**) کا لفظ آیا ہے۔ ان تین موضوعات پر تفصیلی بحث میں ہم دیکھیں گے کہ سیاق وسباق کے حوالے سے متعلقہ آیت میں جو مضمون بیان ہو رہا ہے، اس کے لئے آبی ملاپ کے باوجود جو اوٹ یا پردہ قائم رہتا ہے وہ مختلف نوعیت کا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے مندرجہ ذیل تین مختلف مترادفات استعمال ہوئے ہیں۔

1۔ برزخ

2۔ حجز، اور

3۔ حجرا

مختلف نمکیاتی کثافتں اور مختلف درجہ حرارت والے سمندروں کا ملاپ وگردش

(Thermohaline circulation)

دو مختلف الصفات پانیوں کے ملاپ اوران کے درمیان حائل پردہ یا حجاب کا قائم رہنا بحریہ سے متعلق سائنسی علوم کا اہم موضوع ہے۔ عمومی طور پر (Oceanographers) سمندر میں اس قسم کے پانیوں کے ملاپ کو مندرجہ ذیل تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں:

1۔ سمندری محاذ (Ocean Front)پر (Downwelling)اور (Upwelling)کا عمل، جس میں دیگر عوامل کے ساتھ سمندری ہواؤں کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔

2۔ Thermohaline Circulation یعنی سمندری پانی کی وہ گردش جس میں درجۂ حرارت اور پانی میں موجود نمکیات کی کثافت اور نوعیت کو زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔

3۔Esturian Circulation یعنی دریاؤں کے دہانے پر خوری گردش جہاں میٹھا اور کھاری پانی ملتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں ان تینوں اقسام کا ذکر اوران کے ملاپ کی تین مختلف صورتوں میں پانیوں کے درمیان قائم رہنے والے حجاب کے لئے تین مختلف الفاظ یعنی؛ برزخ، حجزاور حجر کا استعمال یقیناً ہمیں نہ صرف آیاتِ قرآنی بلکہ سائنس میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم دیکھیں گے کہ مذکورہ بالا تین مترادفات کا استعمال ان تین مختلف قسم کے عوامل کے لئے کتنا موزوں ہے۔

کیونکہ ہر سمندر اپنی جغرافیائی حدود کے اندر دوسرے سمندر سے پانی کی کثافت(Density)، کھاری پن(Salinity)،آبی حیات(Marine life)،درجہ حرارت(Temperature)،ہوا کے دباؤ(Air Pressure)اوراپنے اندر آکسیجن کے تحلیل ہونے کی صلاحیت (Oxygen Solubility) وغیرہ جیسی صفات میں دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

لہٰذا جس مقام پر دو سمندر آپس میں ملتے ہیں بحری ماہرین اس کو (Front) محاذ یا (Ocean Front) سمندری محاذ کا نام دیتے ہیں۔ بظاہر پانی کے اتنے بڑے ذخائر آپس میں ملتے ہیں تو ان میں موجود تموّج کی وجہ سے ان کا آپس میں مل جانا لازمی لگتا ہے لیکن دونوں سمندروں کے مختلف بہاؤ کے سبب ان میں اتصال (Convergence) یا افتراق (Divergence) پیدا ہوتا ہے۔ مزید بر آں مذکورہ بالا وجوہات یعنی پانی کی مختلف کثافتیں، درجۂ حرارت کے فرق اور دونوں سمندروں کے آکسیجن جذب کرنے کی صلاحیت (Oxygen Solobality)وغیرہ میں فرق ہونے کی وجہ سے دونوں میں ایک حجاب یا پردہ حائل رہتا ہے۔ یہ ایک نہایت پیچیدہ عمل ہے جس کو کلّی طور پر جاننا آج بھی باوجود تمام سائنسی ترقی کے ایک دقّت طلب اور مشکل عمل ہے۔ سمندروں میں ان قدرتی عوامل کا ہونا مختلف سمندروں کی آبی حیات کی بقا اور فروغ نسل کے لئے لازم ہے جو بنی نوع انسان کے لئے ربّ تعالیٰ کی ایک خصوصی نعمت ہے۔اس تمام نظام کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں مندرجہ ذیل آیت کی صورت میں نازل فرمایا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾

ترجمہ: اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟(الرحمٰن:19-21)

مندرجہ بالا آیتِ مبارک کا ایک ایک لفظ ہماری توجہ کا متقاضی ہے۔ سب سے پہلے ہم لفظ "مرج" کا جائزہ لیتے ہیں مرج کا مادہ ہے۔ (م۔ر۔ج) جس کے معنی خلط ملط کرنے اور ملا دینے کے ہیں۔ "بحرین" یعنی دو سمندر، بحر کھاری پانی والے سمندر کو کہتے ہیں، بحرین تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی دو سمندر۔ اور یلتقیان میں "التقاء، یلتقی" کا تثنیہ کا صیغہ جس کا مادہ ہے (ل۔ق۔ی) جس کے معنی کسی کے سامنے آنے اور اسے پالینے کے ہیں۔ یعنی دو سمندروں کے ملاپ پر ان کے مقامِ اتصال پر سمندری محاذ (Ocean Front) کہا جاتا ہے یا اتصالی محاذ (Convergent Front) یا افتراقی محاذ (Divergent Front) بنتا ہے۔ اس آیت میں ان عوامل کی منظر کشی ہو رہی ہے۔

اب ہم دوسری آیت یعنی سورہ الرحمٰن کی آیت نمبر 20 کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ قرآن مجید ہمیں بتا رہا ہے کہ ان دونوں سمندروں میں ایک حجاب یا پردہ قائم رہتا ہے۔[13] "برزخ" کے معنی دو چیزوں کے درمیان حدِ فاصل اور روک کے ہیں۔ بعض اہلِ لغت نے اس

13۔ دو سمندری بہاؤ کے اتصال سے جو سمندری محاذ (Ocean Front) پر پردہ یا برزخ بنتا ہے وہ کئی مرتبہ اتنا نمایاں ہوتا ہے کہ سیٹلائٹ (Satellite) سے لی گئی تصویر میں بھی واضح دکھائی دیتا ہے۔

سے مراد پردہ بھی لیا ہے۔ یعنی دونوں سمندر عملاً ملاپ کے باوجود ایک دوسرے میں صفاتی طور پر ضم یا گم نہیں ہو جاتے ان میں ایک غیر ظاہری پردہ قائم رہتا ہے۔ اور اس سارے عمل میں دونوں سمندر ایک حد سے تجاوز بھی نہیں کرتے۔

"یبغیان" لفظ البغی سے تثنیہ کا صیغہ ہے جس کا مادہ (ب غ ی) ہے اور اس کے معنی کسی چیز کی طلب میں میانہ روی کی حد سے تجاوز کی خواہش کرنا ہیں۔ خواہ تجاوز کر سکے یا نہ کر سکے اور اس لفظ "بَغيٌ" کا استعمال کمیت اور کیفیت یعنی قدر اور وصف دونوں کے متعلق ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق کسی چیز کے حاصل کرنے میں جائز حد سے تجاوز کرنے پر بھی ہوتا ہے۔

اب اگر ہم ان دونوں آیات کے ایک ایک لفظ پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ قرآن کریم نے نہ صرف سمندروں میں اس نظامِ کار کے وجود کی ہمیں اطلاع دی بلکہ اس سارے عمل کو بھی بیان کیا۔ اب ہم اس نظام کے فوائد پر ایک نظر ڈالتے ہیں یہ دیکھنے کے لئے کہ اس نظام کی ہمارے لئے کیا اہمیت ہے۔

پہلے ہم اتصالی محاذ (Convergent Fronts) کا جائزہ لیتے ہیں یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب دونوں ملنے والے پانیوں کا بہاؤ ان کے نقطۂ اتصال کی طرف ہوتا ہے۔ یہ عموماً اس وقت ہوتا ہے جب نقطۂ اتصال کے قریب کا پانی ارد گرد کے پانی کی نسبت زیادہ گرم ہوتا ہے۔ لہٰذا جہاں طرفین کے پانی ملتے ہیں وہاں پانی کی سطح نسبتاً کچھ اونچی ہو جاتی ہے اور اس کے سبب اس مقام پر دباؤ بڑھ جاتا ہے جس کی بناء پر وہ خاص مقام جہاں دونوں سمندر مل رہے ہوتے ہیں اور جس کو محاذ (Front) کہا جاتا ہے اس مقام پر ایسی تمام اشیاء بشمول پانی جو زیادہ کثافت (Density) والا ہوتا ہے وہ ڈوبنا شروع ہو جاتا ہے یا نیچے کی طرف پانی میں جانا شروع کر دیتا

ہے۔ مثلاً ٹھنڈا یا نمکین پانی، گرم اور کم نمکین پانی کے نیچے جانے لگتا ہے اس سارے عمل کو (Down welling) کہا جاتا ہے۔ اس عمل کے تحت وہ اشیاء جو سمندر میں تیرنے کی صلاحیت (Buoyant Material) رکھتی ہیں وہ ایک جگہ اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ مثلاً: سمندر میں موجود مختلف قسم کا لکڑی کا ملبہ یا پلاسٹک وغیرہ کا گند۔ یا سمندر میں موجود ایک خاص قسم کی کائی جس کو (Sargassum) کہتے ہیں وہ بھی ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اور پھر یہ سب گند کچرا اور کائی وغیرہ سمندری لہروں کے ذریعے تیرتے تیرتے ساحل پر پہنچ جاتے ہیں۔ یوں ایک مستقل اور وسیع پیمانے پر سمندروں کی صفائی کا قدرتی عمل دھیرے دھیرے جاری رہتا ہے۔

اسی طرح اس کے برعکس افتراقی محاذ (Divergent Fronts) وہ عمل کہلاتا ہے جب نقطۂ محاذ (Front) پر ملنے والا دو سمندروں کا پانی ارد گرد کے پانیوں کی نسبت ٹھنڈا ہوتا ہے، لہٰذا وہ پانی جو اس مقام یعنی محاذ (Front) سے دور ہو رہا ہوتا ہے وہاں سطحِ سمندر نسبتاً نیچی ہو جاتی ہے اور نیچے کے پانی پر دباؤ بھی کم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں عموماً سمندر کی تہہ کا پانی جو غذائی اجزاء سے پُر ہوتا ہے، سطحِ سمندر پر آجاتا ہے۔ اس طرح سطحِ سمندر پر موجود پانی جو نسبتاً کم غذائیت کا حامل ہوتا ہے اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ اس سارے عمل کو (Upwelling) کہا جاتا ہے۔ اس عمل میں غذائیت سے بھرپور پانی سمندر کی سطح پر آجاتا ہے یہ (Phytoplantation)[14]

14۔ Phytoplankton سمندر میں پائی جانے والی خورد بینی حیاتیات ہوتی ہے جو کہ سمندری ماحولیات کا ایک اہم جز ہو ہے۔ اور چھوٹی ہونے کی وجہ سے سمندری بہاؤ کے ساتھ بہتی رہتی ہیں۔ Plankton دیگر نسبتاً بڑے سمندری Organisms کی خوراک بنتے ہیں۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾﴾

ترجمہ: اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔
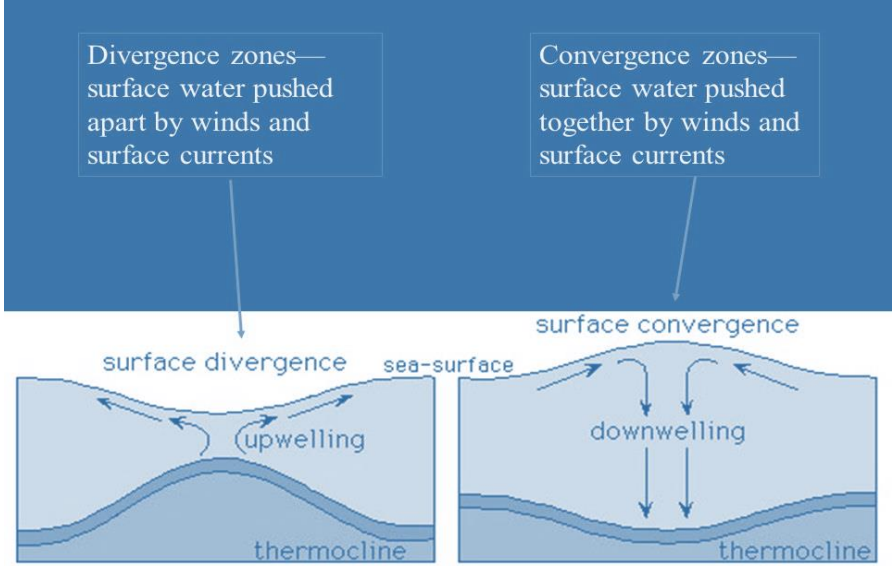
مندرجہ بالا نقشے میں (Downwelling) اور (Upwelling) کے نظام کو سمجھایا گیا ہے

اوران عوامل کی وجہ سے دو مختلف بہاؤ کے سمندری پانیوں میں

جو حجاب یا برزخ قائم ہوتا ہے اس کو واضح کیا گیا ہے۔

کی فطری خوراک بن جاتاہے اور ان کی افزائش کا سبب بنتاہے۔ جو کہ سمندر اور تازہ پانی کے آبی ذخائر میں ماحولیاتی نظام (Ecosystem) کے قیام و دوام کا ایک لازمی جز ہے۔ جن کی وجہ سے سمندر میں مختلف قسم کی آبی حیات پنپتی ہے۔

اس سارے نظام کی تفصیل پڑھ کر دل سے یہ آواز نکلتی ہے کہ اللہ نے ہمیں کن کن نعمتوں سے نوازا ہے۔ سورۂ رحمٰن کی مندرجہ ذیل آیات اب اگر ہم پڑھیں تو اس کا اثر ہی کچھ اور ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں واقعی اپنی کتنی بڑی نعمت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر یہ نظام نہ ہوتا تو سمندری حیات پر کیا کیا منفی اثرات ہوتے اور اس کی وجہ سے بنی نوع انسان پر کیا کیا مضر اثرات ہوتے۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾﴾

ترجمہ: اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (الرحمٰن: 19-21)

میٹھے اور کھارے پانیوں کے ملاپ کی گردش
(EstuarineCirculation)

قرآن کریم نے میٹھے اور کھاری پانی کے ملاپ اور دونوں قسم کے پانیوں کے ملاپ اور ان کے درمیان ایک اوٹ یا پردہ ہونے کا خصوصاً ذکر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ بیان بِلا سبب نہیں بلکہ اکثر لوگ اس کی اصل اہمیت کو نہیں جانتے یا اگر جانتے ہیں تو چاہیئے کہ وہ ان نعمتوں کے سبب اپنے رب کا شکرادا کریں۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جو سمندروں کے سبب اس نے ہمارے لئے پیدا فرمائی ہیں۔

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾﴾

ترجمہ: اور دونوں دریا مل کر یکساں نہیں ہو جاتے یہ تو میٹھا ہے پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے کڑوا اور سب سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہیں تا کہ تم اسکے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔ (فاطر:12)

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بحریہ (Maritime) سے متعلق کئی اہم موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے جو ایک دوسرے سے منسلک اور مربوط بھی ہیں اور اپنی اپنی جگہ خاص اہمیت کے حامل بھی ہیں۔

اس آیت میں سب سے پہلے یہ فرمایا کہ "دو سمندر یا بحر" بحر کا لفظ عربی زبان میں پانی کے کسی بھی بہت وسیع اور بڑے ذخیرے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ عموماً کرۂ ارض پر پانی کے بہت وسیع و عریض ذخائر سمندروں کی صورت میں موجود ہیں۔ اس لئے عرف عام میں اس کی کھاریا ملحیت کے سبب سمندر پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، ویسے کسی بھی پانی کے بہت بڑے ذخیرہ کو بحر کہا جاسکتا ہے۔ کرۂ ارض کے بڑے آبی ذخائر کو نمکین اور میٹھے ہونے کی بنیاد پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اردو زبان میں ایک کو ہم دریا اور دوسرے کو سمندر کہتے ہیں۔ لیکن اللہ کا فضل یہ ہے کہ دونوں کے طبعی خواص(Physical Properties)مختلف ہونے کے باوجود دونوں میں ایسی آبی حیات پائی جاتی ہے جو کہ ہم کھاتے ہیں۔ اور دونوں میں سے ایسی چیزیں نکالتے ہیں جو ہماری زیبائش کے کام آتی ہیں۔ نیز دونوں قسم کے پانیوں میں کشتیاں چلتی ہیں جن پر سوار ہو کر ہم اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر اس کے برعکس ہوتا یا ان میں سے کسی ایک قسم کے پانی سے فوائد حاصل کر سکتے تو یقیناً بہت دقت ہوتی۔ یوں ظاہری فرق کے باوجود دونوں قسم کے پانی ہمارے لئے یکساں مفید ہیں۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان ہی دونوں قسم کے پانیوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے درمیان قائم ایک پردہ، اوٹ یا رکاوٹ کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۵۳﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا اور دونوں کے

درمیان ایک آڑاور مضبوط اوٹ بنادی۔(الفرقان:53)

یہ وہ آیت ہے جس میں آبی ماحولیات(Marine Ecosystem)کے ایک اہم قدرتی نظام کی طرف اشارہ ہے جو میٹھے اور نمکین پانیوں کے ملاپ کے مقام پر پیدا ہوتا ہے اور بحری سائنسدان اس کو(Estuarine Circulation)کہتے ہیں(Estuary)دریا کا وسیع دہانہ جہاں میٹھے پانی کا آبی ذخیرہ، کھاری پانی کے آبی ذخیرہ سے ملتا ہے۔اس کو خور یا مصب کے ناموں سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔اس مقام یعنی (Estuary)پر سمندر کی لہروں کے مدّو جزر کی سبب پانی میں ایک گرداب پیدا ہوتا ہے لیکن کیونکہ دونوں پانیوں، سمندر کے کھارے پانی اور دریا کے میٹھے پانی کی کثافت میں نمکیات کے سبب کافی فرق ہوتا ہے لہٰذا یہ دونوں پانی کبھی آپس میں مکمل تحلیل ہو کر نہیں ملتے بلکہ ان میں ایک حجاب قائم ہوتا ہے۔

دریا کا دہانہ (Estuary)در حقیقت وہ مقام ہوتا ہے جہاں دریا کا میٹھا پانی سمندر کے کھاری پانی سے مل رہا ہوتا ہے اور یوں یہ دو مختلف ماحولیاتی نظام کا نقطۂ اتصال ہوتا ہے۔دریا کا پانی اپنے بہاؤ کے ساتھ دریائی گاد (Sediment) سمندر کی تہہ میں پہنچا رہا ہوتا ہے اور سمندر کا کھاری پانی اپنی لہروں کے دباؤ کے ذریعے کھاری پانی اور اس میں شامل غذائیات (Nutrients)کو دریا میں دھکیل رہا ہوتا ہے، یوں اس مستقل عمل کے نتیجے میں دریا کا دہانہ سمندری حیات کے حوالہ سے زرخیز ترین مقام بن جاتا ہے۔اس سارے نظام میں دونوں قسم کے پانیوں کے مابین جو حجاب یا پردہ ہے وہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

سورۃ فرقان کی مذکورہ آیت کے آخری دو الفاظ میں بھی (Estuaries) کے اس سارے نظام کا وضاحت سے بیان کرنا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یعنی "حجرا محجورًا" جس کے

معنی ہیں کہ خود بھی پختگی سے قائم رہتا ہے اور ارد گرد کے ماحول کو بھی پختگی اور سختی سے قائم رکھتا ہے گو کہ دریا کے دہانے کی اہمیت ماہی گیری کے اعتبار سے انسان کو ہزاروں سالوں سے معلوم ہے لیکن (Estuarine circulation) کی سائنسی حقیقت کی دریافت زیادہ پرانی نہیں ہے، جو کہ اب سمندری ماحولیات (Marine Ecosystem) سے وابستہ علوم کی ایک باقاعدہ شاخ بن چکی ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾﴾

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملادیا ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنادی۔ (الفرقان: 53)
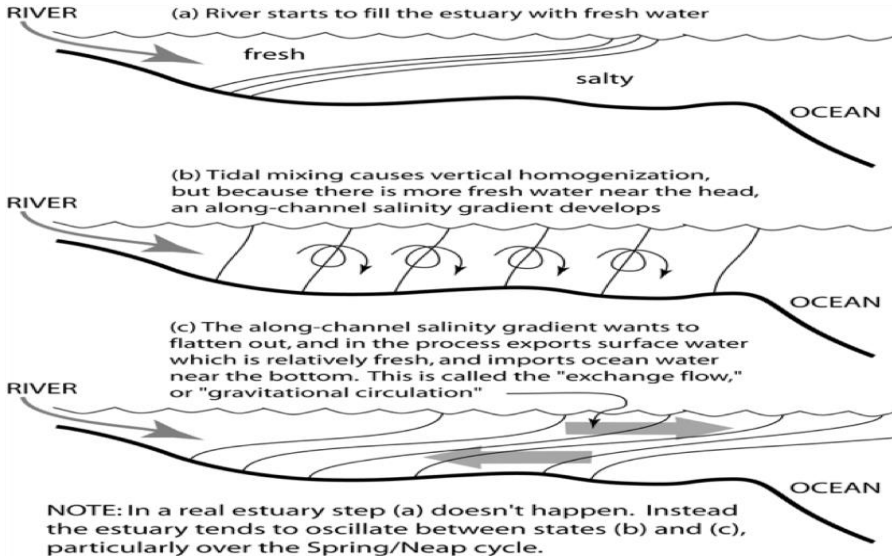
قرآن اور سمندری ماحولیات میں توازن
(BalanceinMarineEcocystem)

قرآن کریم نے نہ صرف ان کی اہمیت کو بیان کیا ہے بلکہ ایک مقام پر(Estuaries) میں یعنی دریا کے دہانے پر پائی جانے والی سمندری حیات کا توازن قائم رکھنے کی بھی انسان کو تنبیہ کی ہے۔قرآن حکیم میں ایک ایسی بستی کا ذکر کیا ہے جو کہ کسی دریا کے دہانے(Estuary)پر آباد تھی اور اس نے باوجود انتباہ کے ماہی گیری میں حد سے تجاوز کیا یعنی (Over Fishing) کی تو آزمائش میں پڑ گئی۔ دریا کے ہر دہانے پر (Estuarine circulation)کا دورانیہ مختلف ہوتا ہے جو کہ دریا کے پھیلاؤ یا اس کے پاٹ کی چوڑائی، اس کے بہاؤ،اور سمندری پانی کی مقدار،درجۂ حرارت،لہروں کے مدو جزر وغیرہ سے وابستہ ہوتا ہے۔قرآن نے اس عاقبت نااندیش قوم کا ذکر بالخصوص ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝١٦٣﴾

اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لب دریا واقع تھا۔جب یہ لوگ ہفتے (یومِ سبت) کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اس وقت کہ جب ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتہ نہ ہوتا تو نہ آتیں۔اسی طرح ہم ان لوگوں کو انکی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔(الاعراف:163)

اس سے قرآن کریم سمندری ماحولیاتی نظام(Marine Ecosystem)کے نہ صرف وجوداوراس کی اہمیت کواجاگر کررہاہے بلکہ انسانی عمل دخل سے بگاڑپیداہونے کی ممکنہ صورت کی طرف بھی ہماری توجہ واشگاف الفاظ میں بیان فرمارہاہے۔"فاسق" حد سے تجاوز کرنے والے کو کہا جاتاہے یعنی اپنی ضرورت کے لئے توماہی گیری جائز ہے لیکن نظامِ قدرت میں رب تعالٰی نے جو توازن قائم کیاہواہے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانااور حد سے تجاوز کرناانسان کے اپنے لئے نقصان دہ ہو جاتاہے۔

(Estuaries) بالخصوص آبی حیات کی افزائش کے لئے بھی موزوں ترین مقام ہوتے ہیں۔لہٰذاان مقامات پرماہرینِ ماحولیات ماہی گیری میں احتیاط پر زیادہ زور دیتے ہیں۔آبی ماحولیات کا یہ سبق ہماری دینی تعلیمات کا حصہ ہے۔اگرہم آبی ماحولیات کا خیال نہیں رکھیں گے توسنجیدہ مسائل کا شکار ہو جائیں گے۔

﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝١٦٣﴾

اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لب دریا واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے (یومِ سبت) کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اس وقت کہ جب ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتہ نہ ہوتا تو نہ آتیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو انکی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔ (الاعراف: 163)

خور آب (Estuary) میں جال کے ذریعے ماہی گیری کا منظر

قرآن اور مونگے یا مرجان
(Coralreef)

قرآنِ حکیم نے جو بڑی بڑی اور قیمتی نعمتیں گنوائی ہیں، ان میں ایک مونگے یعنی مرجان بھی ہیں جن کو انگریزی میں Coral کہا جاتا ہے۔ یہ ایک قسم کی جاندار آبی حیات ہے جو ساحلِ سمندر پر پائی جاتی ہے یہ سمندری ماحول یعنی(Marine Ecosystem) میں سیکڑوں قسم کی مچھلیوں کی افزائشِ نسل کے لئے سازگار ماحول فراہم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ساحلِ سمندر کے پاس مرجان(Coral) کی آبادیاں مل کر Coral Reef بناتے ہیں۔ ان میں سے بعض اقسام یا ان کی بعض صورتیں انسانی استعمال میں آتی ہیں۔ بعض کی طبیّاتی(Medicinal) اور بعض کی کیمیاتی(Chemical) اہمیت ہوتی ہے۔ کئی قسموں سے نہایت مہلک امراض کے لئے دوائیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔ ان کی آبادیاں ساحل سمندر کو سمندری موجوں کے تلاطم کی وجہ سے تباہی سے بھی روکنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ دنیا میں کہیں کہیں انسان ان کے ذریعے سے پیدا ہونے والے چونے کے پتھر (Lime Stone) کو تعمیراتی استعمال میں بھی لاتا ہے۔

الغرض(Coral Reef) کے ہونے کی وجہ سے ساحلِ سمندر پر آباد بے شمار بستیاں اور ان میں بسنے والے لاکھوں افراد کا معاش ان سے وابستہ ہے۔ اس کے علاوہ مجموعی طور پر ان کا ہونا سمندری ماحول(Marine Ecosystem) کے لئے اَن گِنت فوائد رکھتا ہے، جس کے متعدد پہلو ہم پر آشکار ہو چکے ہیں اور کتنے ہی ابھی ہمارے احاطۂ علمی میں نہیں ہیں۔ بجا طور پر یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے جس کا شکر ہمیں کرنا چاہئے۔ شکر سے مراد ہے قدر

کرنی چاہیئے لہٰذا ان کی حفاظت اور افزائش کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ قرآنِ حکیم نے ان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾﴾

ترجمہ: دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (الرحمٰن: 22-23)

﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾﴾

ترجمہ: دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (الرحمٰن: 22-23)

زیرِ آب مرجان (Coral) کی چند تصاویر

قرآن اور سمندری براعظمی حرکت
(ContinentalDrift&CoastalErosion)

قرآنِ حکیم ہماری توجہ دو اور اہم عوامل کی طرف بھی دلاتا ہے۔ اولاً: سمندروں کے ساحلوں اور سمندروں کے درمیان براِعظموں کی حرکت جو زیادہ تر گہرے سمندروں کی تہہ میں رونما ہوتی ہے (Continental Drift) کہلاتی ہے۔ اور دوسرا عمل سمندر کی تلاطم خیز موجوں کے ٹکرانے کی وجہ سے سمندری ساحلوں پر شکست وریخت ہے۔ اس عمل کو (Costal Erosion) کہا جاتا ہے یہ دونوں عمل نہایت غیر محسوس طریقہ سے اور بہت سست روی سے جاری ہیں، ان دونوں عوامل میں کرۂ ارض کا خشکی کا حصہ آہستہ آہستہ زمینی اطراف سے گھٹ رہا ہے۔ قرآنِ حکیم نے ان عوامل کو مندرجہ ذیل آیات میں یوں بیان کیا ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴۱﴾

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں؟ اور اللہ (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کا رد کرنیوالا نہیں۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (الرعد: 3)

مندرجہ بالا تنقیصِ ساحل(Coastal Erosion) کا عمل ایسا ہے جس میں سمندری لہروں کے ساتھ ساتھ کچھ انسانی دخل کے عوامل بھی ہیں، جن کی طرف ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح(Continental Drift) کا عمل بھی ایسا ہے جس کا

مطالعہ اور سائنسی بنیادوں پر مشاہدہ بھی ضروری ہے جو نہایت سست روی سے زمینی جغرافیہ میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔

بحریہ (Maritime) کے شعبہ سے منسلک بحری سائنسدان اور ماہرینِ ماحولیات خصوصاً سمندری ماحولیات ان عوامل کا مستقل مطالعہ اور مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور ان عوامل کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں، جن کا اثر انسانی زندگیوں پر ہوتا ہے، اس کا بھی مطالعہ کرتے ہیں۔

﴿اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں؟

(الرعد:41)
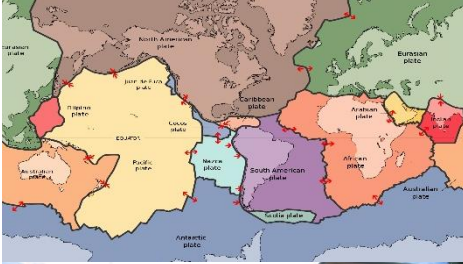
ماحولیاتی آلودگی

قرآن پاک نے سمندری اور بری ماحولیات کی اہمیت بہت واضح انداز میں ہم پر ظاہر کی ہے اس کتاب کے موضوع کے اعتبار سے سمندری ماحولیات (Marine Ecosystem)، سمندروں میں موجود سمندری گرداب(Hydrological Cycles)مختلف آبی حیات (Marine Biodiversity)،ماہی گیری(Fishing)، جہازرانی(Shipping) گردابِ خور (Estuarine Circulation)، سمندر سے وابستہ معاشیات (Blue Economy)سمندری راستے(Sea Routes)وغیرہ کی جس طرح سے اہمیت اجاگر کی گئی ہے اسی طرف قرآن مجید نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کے اپنے ہاتھوں ان عوامل اور نظام میں حد سے تجاوز کرنے اور ان کے بلا احتیاط استعمال سے ان میں ایک رخنہ پیدا ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی مشکلات، آزمائشیں اور آفات برپا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں انسان پر لازم ہے کہ وہ ان پر توجہ دے اور اپنی اصلاح کرے یعنی یہ آزمائشیں انسان کے لئے ایک تنبیہ اور حذر (Warning) کے لئے ہوتی ہیں۔ مثلا کرۂ ارض پر ماحولیاتی حدت کا اضافہ (Global Warming) جس کا دنیا کو آج کل سامنا ہے ایک قسم کی خرابی ہے، جو انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اور یہ اللہ کی طرف سے (Warning) ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں اور اپنی اصلاح کریں۔ اس معاملہ کو قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۝٤١﴾

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ

اللہ ان کو ان کے بعض عملوں کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔
(الروم:41)

اپنے شہروں کا مضر اور زہر آلود فضلہ بے دریغ سمندروں میں پھینکنا، صنعتوں کا کیمیاوی فضلہ، ماہی گیری اور دیگر آبی حیات کا بے حساب شکار، سمندری آبی ماحول کی تباہی، لاکھوں ٹن گندا تیل سمندر میں پھینکنا، سب سے بڑھ کر سمندر میں ایٹمی تجربات کرنا وغیرہ اور دیگر بے شمار عاقبت نا اندیش حرکتیں کرنا جس سے نہ صرف سمندری آبی ماحول اور آبی حیات بری طرح متاثر ہو رہے ہیں بلکہ انسانی نسل خود متاثر ہو رہی ہے اور ہم خود اپنی آنے والی نسلوں کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں۔ یہ سب غیر متوازن اور حد سے تجاوز کی ہوئی حرکتیں "فساد" کے زمرہ میں آتی ہیں جو کہ بنی نوعِ انسان نے بحر و برّ میں برپا کر رکھا ہے جس طرف مذکورہ بالا قرآنی آیت میں ہماری توجہ دلائی گئی ہے۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ﴾

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا۔(الروم:41)

اختتامیہ

الحمد للہ رب العالمین جس نے یہ توفیق دی کہ آج کی دنیا کے اس اہم موضوع پر کتاب لکھی جاسکے۔ جیسا کہ ابتدائیہ میں یہ بات کہی جاچکی ہے کہ قرآن حکیم کا موضوع انسان ہے، سائنس نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آفاق وانفس میں غور و فکر کی دعوت اس لئے دیتا ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کو جانیں اور اس کا شکر بجالائیں۔

سائنس کی دنیا مستقل تغیّر پذیر رہتی ہے۔ سائنس کی بنیاد ہی تجسس اور کیا، کیوں، کیسے کے سوالات کے جوابات تلاش کرنے پر ہے۔ جبکہ کلام اللہ ہمیں آفاقی حقائق اور کلیّات بتاتا ہے۔ جب انسان اپنے علم کی بنیاد پر منحصر تحقیق کے نتیجہ میں کسی آفاقی کلیّہ کو سمجھتا اور جانتا ہے تو اس کے ایمان کو مزید تقویت ملتی ہے۔ اسی طرح سائنسی دنیا کی نئی نئی دریافتوں کو جان لینے کے بعد جب ہم کسی آیت کو پڑھتے ہیں اور یہ جان لیتے ہیں کہ اس امر کو قرآنِ حکیم میں کس طرح ہمارے خالق نے بیان کیا ہے، تو زبان سے سبحان اللہ کے الفاظ نکلتے ہیں۔ یہ ہی اس کتاب کی تحریر کا مقصد ہے۔ اس تحریر میں متعدد ایسی مثالیں ہیں جنہیں آج سے چند سو سال قبل ہمارے لئے اس انداز میں سمجھنا ممکن نہ تھا جس طرح وہ ہمیں آج سمجھ آتی ہیں۔ لہٰذا بطور مسلمان یہ ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہم اپنی علمی، تحقیقی اور سائنسی استعداد بڑھائیں اور کائنات میں زیادہ سے زیادہ غور و فکر کریں تاکہ ہم اپنا تعلق اپنے خالق سے زیادہ مضبوطی سے جوڑ سکیں۔

فہارس

فہرست
آیاتِ قرآنی

7.	اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾	(البقرہ:164)	73
8.	خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا وَاَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِكُمۡ وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِیۡمٍ ﴿۱۰﴾	(لقمان:10)	84
9.	رَبُّكُمُ الَّذِیۡ یُزۡجِیۡ لَكُمُ الۡفُلۡكَ فِی الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ رَحِیۡمًا ﴿۶۶﴾	(اسراء:66)	53
10.	ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ لِیُذِیۡقَهُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ عَمِلُوۡا لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۱﴾	(الروم:41)	53
11.	فَاِذَا اسۡتَوَیۡتَ اَنۡتَ وَمَنۡ مَّعَكَ عَلَی الۡفُلۡكِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ نَجّٰىنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۸﴾	(المؤمنون:28)	60
12.	فَاِذَا رَكِبُوۡا فِی الۡفُلۡكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اِذَا هُمۡ یُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۵﴾	(العنکبوت:65)	28
13.	هُوَ الَّذِیۡ یُسَیِّرُكُمۡ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنۡتُمۡ فِی الۡفُلۡكِ ۚ وَجَرَیۡنَ بِهِمۡ بِرِیۡحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوۡا بِهَا	(یونس:22)	22

	جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ لَئِنۡ اَنۡجَيۡتَنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۲۲﴾		
14.	وَاِذَا غَشِيَهُمۡ مَّوۡجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمۡ اِلَى الۡبَرِّ فَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوۡرٍ ﴿۳۲﴾	(لقمان:32)	25
15.	وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰٮكُمۡ اِلَى الۡبَرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ كَفُوۡرًا ﴿۶۷﴾	(الاسراء:67)	27
16.	وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ ﴿۱۹﴾	(الحجر:19)	84
17.	وَالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡفُلۡكِ وَالۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡكَبُوۡنَ ۙ﴿۱۲﴾	(زخرف:12)	40
18.	وَاَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۙ﴿۱۵﴾	(النحل:15)	85
19.	وَجَعَلۡنَا فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِهِمۡ ۖ وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۱﴾	(الانبیاء:31)	89
20.	وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۙ﴿۱۳﴾	(القمر:13)	36
21.	وَسۡـئَلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ ۘ اِذۡ يَعۡدُوۡنَ فِى السَّبۡتِ اِذۡ تَاۡتِيۡهِمۡ	(الاعراف:163)	116

	حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَأْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾		
22.	وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾	(المؤمنون:22)	40
23.	وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾	(الانعام:59)	54
24.	وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾	(غافر:80)	40
25.	وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾	(الرحمٰن:19-21)	33
26.	وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾	(فاطر:12)	110
27.	وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾	(الشوریٰ:32)	33
28.	وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾	(روم:46)	37

.29	وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾	(النحل:14)	49 55
.30	وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾	(الفرقان:53)	100
.31	يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾	(الرحمٰن:22-23)	121

فہرست احادیثِ نبوی

فنی اصطلاحات کی
مختصر تشریح

بحریہ (Maritime)ایک وسیع موضوع ہے، جس سے متعدد علمی و تخصیصی اصطلاحات وابستہ ہیں۔ چونکہ یہ اصطلاحات اس کتاب میں جہاں استعمال ہوئی ہیں وہاں پر بھی بصورتِ ترجمہ اور کہیں کہیں مختصر وضاحت سے بیان کی گئی ہیں، مگر اکثر اصطلاحات کچھ تفصیلی وضاحت کی متقاضی تھیں لہٰذا کتاب میں مذکور تمام فنی اصطلاحات کو ایک فہرست کی شکل میں انگریزی حروفِ تہجی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل میں تعریف و تشریح کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے تاکہ ہر خاص و عام قاری کو مضامینِ کتاب سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

Adventurism	مہم جوئی
Blue economy	سمندری معیشت
Blue economy	سمندری معیشت یا بحری معیشت
Buoyant material	تیرنے کی صلاحیت
Climatography	بارش، پانی، بادل، ہوائیں دریا
Coastal erosion	سمندری ساحلوں کا گھٹنا
Colonialism	نو آبادیاتی نظام
Condensation	تکثیف یا انجماد
Continental drift	ساحلوں اور سمندروں کے درمیان براعظموں کی حرکت
Convergence	اتصال
Convergent front	اتصالی محاذ

Density	پانی کثافت
Divergence	فراق
Divergent front	فراقی محاذ
Down-welling	ایک پانی کا نسبتاً کم نمکین، یا تازہ پانی کے نیچے جانے کا عمل
Ecological balance	سمندری ماحولیات کی فطری ترتیب وتوازن
Ecosystem	کرۂ ارض کا مکمل ماحولیاتی نظام
Ecological cycle/ Environmental cycle	ماحولیاتی گردش
Estuarine circulation	خوری گرداب/ گردش
Estuary	دریا کا دہانہ
Evaporation	تبخیر
Exploration	تلاشِ وسائل
Fishing	ماہی گیری
Fisheries	ماہی افزائش کی جگہ
Front	محاذ
Global warming	ارض پر ماحولیاتی حدت کا اضافہ
Horizontal	بہاؤ افقی
Hydrological cycle	آبی گردش
Hydrological balance	آبی توازن

Laws of physics	طبیعیاتی اصول
Marine biodiversity	سمندری حیاتیات
Marine biology	سمندری حیات
Marine ecological system	سمندری ماحولیاتی نظام
Marine ecology	سمندری ماحولیات
Marine ecosystem	سمندری حیات کا نظام
Marine life	آبی حیات
Marine meteorology, climatology	سمندری موسمیات اور سمندری ہوائیں
Marine pollution	سمندری ماحول کی آلودگی
Maritime	بحریہ
Navigation	جہازرانی
Navy	قوات بحریہ
Nutrients	غذائیات/غذائی اجزاء
Ocean current cycle	آبی گردش
Ocean current fronts	سمندری گرداب کا محاذ
Ocean currents	سمندری بہاؤ/ گردش
Ocean front	سمندری محاذ/ جس جگہ دو سمندر آپس میں ملیں

Ocean	سمندر
Oceanographer	سمندری سائنسدان/سمندری جغرافی دان
Over fishing	ماہی گیری میں حد سے تجاوز
Oxygen solubility	آکسیجن کے تحلیل ہونے کی صلاحیت
Peace mission	امن مشن
Rescue mission	امدادی مشن
Physical properties	ظاہری خواص
Phyto-plantation	خوردبینی غذائی اجزاء
Precipitation	بارش
Preparedness	مستعدی
Rescue	آفات سے بچاؤ
Sailor	ملاح
Salinity	کھاری پن
Sargassum	خاص قسم کی کائی
Sea blindness	سمندری نابینا پن
Sea routs	سمندری راستے
Sea	بحیرہ
Sediment	دریائی گاد

Ship building	جہاز سازی
Ship	کشتی
Shipping	جہازرانی
Shipping industry	جہازرانی کی صنعت
Temperature	درجہ حرارت
Tidal waves	لہریں
Tidal system	سمندری لہروں کا مدّو جزر
Transportation	نقل وحمل
Travelling	آمدورفت
Under sea resources	زیر سمندر خزائن
Underwater exploration	زیرآب وسائل کی تلاش
Upwelling	اوپر کی طرف کا بہاؤ
Vertical	عمودی بہاؤ
Warfare & defence	حربی اوردفاعی
Warning	حذر
Water cycle	مدوجزر
Water cycle/ Hydrological cycle	آبی گردش

مصادرومراجع

قرآنِ حکیم

1. **الجامع المسند الصحیح** المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ = صحیح البخاری، از: محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، المحقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ باضافۃ ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی)، الطبعۃ: الاولی، 1422ھ
2. **الجہاد**، لابن ابی عاصم، ابو بکر بن إبي عاصم وہو إحمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی (المتوفی: 287ھ)، المحقق: مساعد بن سلیمان الراشد الحمید، الناشر: مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ،
3. **سنن ابن ماجہ** از: ابن ماجۃ إبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم إبیہ یزید (المتوفی: 273ھ)، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار إحیاء الکتب العربیۃ - فیصل عیسی البابی الحلبی،
4. **سنن ابی داود**، از: ابو داود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی السِّجِستانی (المتوفی: 275ھ)، المحقق: محمد محیی الدین عبد الحمید، الناشر: المکتبۃ العصریۃ، صیدا – بیروت
5. **سنن الترمذی**، از: محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، ابو عیسی (المتوفی: 279ھ)، الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی – مصر، الطبعۃ: الثانیۃ، 1395 ھ - 1975م
6. **سنن النسائی**، از: إبو عبد الرحمٰن إحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (المتوفی: 303ھ)، تحقیق: عبد الفتاح إبو غدۃ، الناشر: مکتب المطبوعات الإسلامیۃ – حلب، لطبعۃ: الثانیۃ، 1406-1986
7. **صحیح مسلم**؛ المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، از: مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: 261ھ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار احیاء التراث العربی – بیروت
8. **المفردات فی غریب القرآن**، امام راغب اصفہانی، مترجم اردو مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، مکتبۃ الاسلام، لاہور
9. **المستدرک علی الصحیحین**، از: ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبی الطہمانی النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی: 405ھ)، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، الناشر: دار الکتب العلمیۃ – بیروت، الطبعۃ: الاولی، 1411-1990

10. **مسند احمد،** مسند الامام احمد بن حنبل، از: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ)، المحقق: شعیب الارنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، اشراف: د عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الاولی، 1421ھ - 2001م

11. **مصنف عبد الرزاق** الصنعانی، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (المتوفی: 211ھ)، المحقق: حبیب الرحمٰن الأعظمی، الناشر: المجلس العلمی-الہند

12. **المغنی لابن قدامۃ،** از: ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشہیر بابن قدامۃ المقدسی (المتوفی: 620ھ) الناشر: مکتبۃ القاہرۃ، الطبعۃ: بدون طبعۃ، تاریخ النشر: 1388ھ-1968م

13. **موطأ امام مالک،** از: مالک بن انس بن مالک بن عامر الأصبحی المدنی (المتوفی: 179ھ)، صححہ ورقمہ وخرج احادیثہ وعلق علیہ: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت – لبنان، عام النشر: 1406ھ-1985م

"یہ کتاب جناب ڈاکٹر سید محمد انور صاحب کی ایک بہترین کاوش ہے، جو کہ علمی و تحقیقی میدان میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اس موضوع پر ان کی گہری بصیرت معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ سمندر اور اس کے متعلقہ امور کسی ملک کی یقینی ترقی کا راز ہوتے ہیں اور وہی ملک ترقی کی راہوں پر گامزن ہوتا ہے جو سمندر اور اس کی اہمیت و استعمال سے بخوبی واقف ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے اسی بنیادی نقطہ کو تحقیق سے ثابت کیا ہے۔ مزید برآں قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور موضوع کے مطابق تصاویر نے اس کتاب کو علمی و دلچسپ بنا دیا ہے جو کہ قاری کی توجہ اور ذوق و شوق کو مسلسل بڑھاتا ہے۔
زیرِ نظر کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصے کی مستقل طور پر اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اجاگر کر کے گویا اس موضوع کا حق ادا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے نفع بخش بنائے۔ آمین!"

کیپٹن شفیق الرحمن
ڈائریکٹر ریلیجیس موٹیویشن
نیول ہیڈ کوارٹرز - اسلام آباد

"جناب ڈاکٹر سیّد محمد انور صاحب نے اس موضوع کو قرآن اور حدیث کے حوالے سے بہترین انداز میں پیش کیا ہے اور ان میں چھپے خزانوں کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے تاکہ قارئین اس سلسلے کو حکم خداوندی اور اس کی مہربانیوں پر غور و فکر کریں اور اس سے فائدے حاصل کریں اور اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔
میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد وہ افراد جن کا بحری اداروں سے کسی بھی قسم کا تعلق ہے، خاص طور پر وہ لوگ جو پاکستان بحریہ، شپنگ سیکٹر، ماہی گیری، جہاز یا کشتی سازی، بندرگاہی، تحقیقاتی، سطح سمندر اور اس کی تہہ میں معدنیات، گیس اور تیل وغیرہ کی دریافت میں سرگرداں ہیں اپنے آپ میں ایک نیا ولولہ اور جذبہ محسوس کریں گے اور نئے جوش کے ساتھ کام کریں گے۔"

کموڈور (ر) سیّد محمد عبید اللہ
ستارۂ امتیاز (ملیٹری)، تمغۂ امتیاز (ملیٹری)
دفاعی و بحری تجزیہ کار

9789697933006